تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفتہ روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ: اقتدار احمد مرحوم — ۲ جولائی ۱۹۹۷ء — مدیر: حافظ عاکف سعید

تحریک خلافت پاکستان کا قیام —— فکری پس منظر

".....اگرچہ مجھے احیائے اسلام کا ایک مبہم جذبہ تو اولاً علامہ اقبال کی ملی شاعری سے ملا تھا' لیکن اس خاکے میں تحریک اور اس کے لوازم و خدوخال کا رنگ مولانا مودودی کی تحریروں کے ذریعے بھرا گیا۔ مولانا مرحوم نے جماعت اسلامی کی تاسیس کے موقع پر اپنے "نصب العین" کی تعبیر "حکومت الٰہیہ" کی اسی اصطلاح سے کی تھی جس کا استعمال اولاً مولانا ابوالکلام آزاد —— اور پھر ان کے بعد خیری برادران اور علامہ مشرقی نے کیا تھا —— لیکن بعد ازاں جب جماعت اسلامی میں مولانا امین احسن اصلاحی کی شمولیت کے بعد ان کے قرآنی فکر کا دھارا بھی مولانا مودودی کے افکار کے دھارے میں شامل ہو گیا تو اس وقت اس کی تعبیر کے لئے خالص قرآنی اصطلاحات یعنی "شہادت علی الناس" —— "فریضہ اقامت دین" اور "غلبہ دین حق" کا استعمال عام ہو گیا۔

چنانچہ جب خود میں نے ۱۹۵۷ء میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے کے بعد ۱۹۶۵ء میں اپنی ذاتی مساعی کا آغاز کیا تو ان ہی اصطلاحات کو نہ صرف اپنایا بلکہ اپنی بساط بھر مزید مدلل اور مبرہن بھی کیا۔ اور مزید برآں "جہاد فی سبیل اللہ" کے فرض عین ہونے پر قرآن و سنت سے بھرپور استدلال قائم کیا اور اس کے مراحل و لوازم کے پورے نقشے کو بھی سیرت النبیؐ سے اخذ کر کے دکھا دیا —— تاہم یہ احساس ضرور رہا کہ ان ثقیل اصطلاحات سے پڑھا لکھا طبقہ تو قدرے قلیل محنت سے مانوس ہو بھی سکتا ہے' لیکن عوام الناس کے ذہن و قلب تک ان کے ذریعے رسائی ممکن نہیں ہے۔ میں اسی حیص بیص میں تھا کہ بعض حلقوں کے ذریعے "خلافت" کی اصطلاح کی جانب ذہن منتقل ہوا اور اس کے ساتھ اس حقیقت کی جانب بھی توجہ ہوئی کہ "خلافت راشدہ" کی تابناک یاد پوری نوع انسانی کے اجتماعی تحت الشعور میں ایک حسین خواب کی مانند ثبت ہے' لہٰذا اس کے ذریعے عوام و خواص دونوں کے قلوب و اذہان تک بآسانی رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے "**تحریک خلافت پاکستان**" کے عنوان سے ایک ادارہ باقاعدہ رجسٹر کرا کے اس کے تحت کام شروع کر دیا"

(امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف "خطبات خلافت" کے مقدمہ سے ایک اقتباس)

قیمت: ۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

غلغلۂ اتحاد

آج کل سیاسی اتحادوں کا شوق پھر سے کار فرما ہے۔ نتیجہ کیا ہو گا' کب نکلے گا' کیسا ہو گا' یہ سب بعد کی باتیں ہیں اور وقت ہی بتائے گا۔ البتہ بات چل نکلی ہے اور یہی اکابرین ملت کے لئے خاصی دلچسپی کا باعث ہے۔ جوڑ توڑ کا کھیل ہمارا دیرینہ مشغلہ ہے۔ شاہی درباروں کی کاسہ لیسی میں سبقت کی خواہش نے خوب سبق سکھلائے۔ مہارت میں نوابی' خان بہادری' صوبہ داری' جاگیرداری' اور خدا جانے کیا کیا ملا۔ شاہی عنایات و انعامات نے ہمارے کیریکٹر (Character) میں وہ رنگ بھرے کہ صدیوں کی مدت انہیں پھیکانہ کر سکی۔ اسی لئے تو آج بھی ہمارے ہاں نظریات' اصول' تہذیب' حتیٰ کہ ایمان کی تاویل ہر بڑا شخص اپنی پسند و ناپسند کے حوالے سے کرتا ہے جس کے نتیجے میں غداری' وطن دشمنی' کفرو الحاد کے الزامات اور فتاویٰ عام ہیں۔ ہماری انفرادی و قومی سوچ میں قرار پنپ نہیں سکا' اور جب سوچ ہی منتشر ہو تو عمل بے ڈھنگا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آج تک ایک بھی قومی پالیسی وضع نہیں کرپائے کہ جس پر حکمرانوں کی آمد و رفت سے قطع نظر عملدرآمد جاری رہتا۔ اور چھوڑیئے' دانشوران قوم آج تک اس پر متفق نہیں ہو سکے کہ پاکستان کس لئے بنا تھا۔ کیا الگ وطن کے مطالبے کی اساس دو قومی نظریہ تھا یا اقتصادی ناہمواری' بانی پاکستان سیکولر ذہن رکھتے تھے یا کچھ اور؟ کتنی شرمناک تاریخ ہے کہ ہم ربع صدی تک آئین مرتب نہ کر سکے۔ قومی زندگی کا پہلا عشرہ چھینا جھپٹی کی نذر ہوا' دوسرا عشرہ فوجیوں کی حماقت کا باعث بنا' تیسرے عشرے میں ملک دولخت ہوا' چوتھے عشرے میں جمہوریت کے تازہ لگے پودے کو اکھاڑ دیا گیا' اور پانچویں عشرے میں جمہوریت کی جڑوں سے نکلنے والی ہر نئی کونپل کو مسل ڈالنے کا تہیہ کرلیا۔ یہ ریت آج بھی جاری ہے۔

موجودہ حکومت گزشتہ دس سال میں برسراقتدار آنے والی پانچویں حکومت ہے۔ جس دھوم دھام سے میاں محمد نواز شریف کی کامیابی کا استقبال ہوا وہ بلاشبہ فقید المثال تھا۔ کسی نے میاں صاحب کو قائداعظم ثانی کا خطاب دیا' کسی نے انہیں عاشق رسول کہا' کسی نے ان کے ہاتھوں دین اسلام کے اب یقینی نفاذ کی پیشین گوئی کردی' کسی نے کمپنیوں کے حصص میں تیزی کے رجحان کو سٹاک ایکسچینج کی جانب سے میاں صاحب کی سلامی قرار دیا' اور کسی نے انہیں وطن عزیز میں حقیقی خوش حالی کا ضامن کہا۔ یہ تاثرات خواص کے تھے۔ عوام الناس تو پٹاخے چلا کر' بھنگڑا ڈال کر اور مٹھائی کھا کر خوشی مناتے رہے۔ جہاں یہ غیر معمولی انداز ہر شخص کے لئے خوش کن بلکہ حیران کن تھا وہاں لوگوں نے جب اونچی اڑان پر اس غبارۂ امید سے ہوا نکلتے دیکھی اور سنی تو وہ مزید حیران بلکہ پریشان ہوئے۔ جو لوگ مداح تھے وہی اپنے کئے پہ پشیمانی کا اظہار کرنے لگے۔ مخالفین تو پہلے ہی شکست خوردنی میں ماتھا تھامے دم بخود بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے خوشامدیوں کو تنقید کرتے سنا تو جوڑ توڑ کی لہر نے نئے اتحاد جنم دینے شروع کر دیئے۔ پہلے ایئر مارشل اصغر خان نے بارہ سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کا اعلان کرتے ہوئے حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنے کا پیغام دیا۔ اگرچہ اس پر بڑی سیاسی پارٹیوں اور جگادری سیاستدانوں کی جانب سے قابل ذکر پذیرائی تو نہ ہوئی تاہم اصغر خان کی پیش قدمی نے جوڑ توڑ کی لہر میں مزید ارتعاش ضرور پیدا کر دیا۔ بالآخر ۱۷ جون کو پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان اور سابق وزیراعلیٰ میاں منظور احمد وٹو کی رہائش گاہوں پر سترہ دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے ظہرانے اور عشائیے میں شرکت کی۔ سیاسی رہنماؤں کے اجلاس بھی ہوئے۔ پہلا سیشن دوپہر کو نوابزادہ نصراللہ خان کی رہائش گاہ اور دوسرا رات کو منظور احمد وٹو کی رہائش گاہ پر ہوا۔ دوپہر کے اجلاس میں جو اکابرین شریک ہوئے ان میں مولانا شاہ احمد نورانی' غلام مصطفیٰ جتوئی' میر بلخ شیر مزاری' منظور احمد وٹو' مولانا سمیع الحق' اقبال احمد خان' آغا مرتضیٰ پویا' افتخار حسین گیلانی اور مولانا اجمل خان شامل تھے۔ اگرچہ یہ حضرات حکومت کے خلاف تحریک چلانے پر متفق نہ ہو سکے تاہم اجلاس کے اعلامیہ میں حکومت کی ناکامی کا واضح الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے بجٹ کو الفاظ کا گورکھ دھندا قرار دیا گیا' امن و امان کی غیر تسلی بخش صورتحال کا خصوصی نوٹس لیا اور احتساب سیل کی کارروائیوں کو یکطرفہ قرار دیتے ہوئے حکومت پر اپنے لوگوں کو تحفظ دینے کا الزام عائد کیا گیا۔ اکابرین نے رائے عامہ کو منظم کرنے کا فیصلہ بھی کیا۔ اگرچہ مذکور اکابرین کے اپنے اپنے تحفظات اور ان کے عملی اقدامات کے بارے میں فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم اس ملک کے پستے چلے جانے والے عوام کی نظریں بلاشبہ ان کی طرف اٹھی ہیں۔ انقلاب کی باتیں اب عام محفلوں میں ہونے لگی ہیں۔ اکثر لوگ انقلاب کے عمل کی تفصیلات کے بارے میں بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ بس اتنا کہہ کر گفتگو کو ختم کردیتے ہیں کہ جو ہونا ہے ہو جائے۔ جو بچے گا وہ دیکھ لے گا کیسے زندگی بسر کرنی ہے۔ عوامی سطح پر یہ رجحان خطرے سے خالی نہیں۔ کاش! بڑے لوگ اپنے اپنے معروف' مخصوص اور محفوظ خول سے باہر آکر اپنی انا کو تکبر کے کلف سے چھڑا کر حقائق کا پرخلوص اور دیانت دارانہ تجزیہ کرتے ہوئے قوم کو موجودہ بحران سے بخیریت نکال لینے کی تدبیر کریں۔ مشکل اوقات میں سیاسی اتحاد تو پہلے بھی تشکیل پاتے رہے لیکن بنیادی مقصد کبھی بر نہ آیا۔ وجہ یہ ہوتی کہ اتحاد کا دراصل مقصد حالات کی بہتری نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ تو ایک فرد کی مشترکہ نفرت کی بنیاد پر قائم ہوتے اور جونہی غیر مقبول شخص سیاسی منظر سے ہٹ جاتا تو اتحاد بھی از خود اعلان کئے بغیر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا۔ اس کی واضح ترین مثال ۱۹۷۷ء میں PNA کے نام سے قائم ہونے والا اتحاد ہے۔ یہ محض anti Bhutto (بھٹو مخالف) اتحاد تھا' نظام مصطفیٰ کا نعرہ تو زیب داستان کے لئے لگا۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ بھٹو کے ہٹائے جانے اور جنرل ضیاء الحق کے قابض ہو چکنے کے بعد ایک دن بھی یہ اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ یہی حشر اب ہو گا اگر محض anti Nawaz Sharif stance ہی مطمح نظر رہا۔ حالات واقعی خراب ہیں۔ ان کی وجہ تلاش کیجئے اور ان پر قابو پانے کی مخلصانہ تدبیر سوچئے۔ دوسرے کی کردار کشی کرنے کی بجائے اپنے اندر جھانکنے کا حوصلہ بھی پیدا کریں اور اصل مقصد کے حصول تک جدوجہد جاری رکھئے۔ تب تو شاید بات بن جائے ورنہ قدرت کا اٹل قانون لاگو ہو کر رہے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

عاکف سعید

ازالۂ حیثیتِ عرفی !

کسی شخص کے بارے میں کوئی ایسی بات اگر مشہور کر دی جائے کہ جس سے اس کی عزت پر حرف آتا ہو اور وہ بات معاشرے میں اس کی قدر و منزلت میں کمی کا باعث بنتی ہو تو ایسا شخص اس بات کا استحقاق رکھتا ہے کہ اس شخص کے خلاف جو اس کی عزت کو داغدار کرنے کا ذمہ دار اور باعث بنا' عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دے اور ہرجانے کا مطالبہ لے کر کھڑا ہو جائے۔

پاکستان کی "حیثیت عرفی" بلا مبالغہ "سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک" کے مصداق بیسیوں بار مجروح ہو چکی ہے اور اقوام عالم میں اس کی سبکی اور رسوائی کا سامان غیروں کے ہی نہیں اپنوں کے ہاتھوں بھی بارہا مرتبہ ہو چکا ہے۔ کرپشن اور بددیانتی میں اقوام عالم میں سیکنڈ قرار دیئے جانے کا غلغلہ ابھی مدہم نہیں ہوا تھا کہ آج ایمل کانسی کی امریکی ایجنسیوں کے ہاتھوں پاکستان کی حدود میں گرفتاری کی رسوا کن خبر کی گونج پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے اور مسلسل جگ ہنسائی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ ایمل کانسی کا اصل جرم کیا تھا اور آیا اسے قومی مجرم کہنا درست ہو گا یا قومی ہیرو قرار دینے کی بھی کوئی گنجائش نکلتی ہے' اور اگر وہ واقعی مجرم تھا تو حکومت پاکستان نے خود اس پر مقدمہ چلا کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیوں نہیں کیا' یہ بات طے ہے کہ امریکہ اس شخص کی گرفتاری پر ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ کانسی کی گرفتاری کی تفصیلات پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے گویا پاکستان ایک چراگاہ ہے جس میں امریکہ کو ایک سانڈ کی مانند دندناتے پھرنے کی آزادی ہے کہ جہاں چاہے منہ مارے۔ پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکہ کی مداخلت پہلے بھی جاری تھی' تاہم ماضی قریب تک یہ معاملہ کسی حد تک ڈھکا چھپا تھا۔ لیکن اب امریکہ ورلڈ کی "سپریم پاور" بننے کے زعم میں پاکستان کی داخلی خود مختاری کو پارہ پارہ کرنے اور ہمارے اندرونی معاملات میں عریاں دخل اندازی سے بھی نہیں چوکتا۔ چنانچہ پاکستان میں بھی تقریباً ہر طبقہ فکر کی جانب سے اس پر پر زور صدائے احتجاج بلند ہوئی ہے۔ اخبارات اس قومی رسوائی پر چیخ چیخ کر احتجاج کر رہے ہیں لیکن تاحال حکومت کی جانب سے اس بارے میں کوئی قابل اطمینان وضاحت سامنے نہیں آئی۔ اور آتی بھی کیونکر! سب جانتے ہیں کہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" کے مصداق اس قومی جرم میں ہمارے تمام اہم حکومتی عہدیدار برابر کے شریک ہیں جنہوں نے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قومی عزت و وقار کو داؤ پر لگانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی! ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

پاکستانی قوم کا یہ المیہ ہے کہ یہاں ہر نیا آنے والا حکمران ملکی عزت و وقار کی بحالی کے لئے آسمان کے تارے توڑ لانے کی بات کرتا ہے لیکن وہ اپنے دور حکومت میں ملکی ذلت رسوائی کے داغ دھبے دھونے کی بجائے ان دھبوں میں اضافہ کرنے ہی کا موجب بنتا ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ میاں نواز شریف صاحب نے اپنے پچھلے دور اقتدار میں ایوان حکومت میں قدم رکھتے ہی پاکستان کے عزت و وقار کی بحالی کی خاطر کشکول توڑنے کی بات غیر معمولی طور پر بلند آہنگ کے ساتھ کہی تھی لیکن ڈھائی سال کے بعد جب وہ ایوان اقتدار سے رخصت ہوئے تو پاکستانی قوم کے سر پر مسلط بھاری سودی قرضوں کے بوجھ میں قابل ذکر اضافہ ہو چکا تھا۔ اس بار پھر انہوں نے زمام حکومت سنبھالنے کے فوراً بعد اپنی تقریر میں جو بات سب سے زیادہ زور دے کر اور جذباتی انداز میں کہی وہ اس عزم کا اظہار تھا کہ ہم ہر قسم کے تعیشات پر تین حرف بھیجتے ہوئے روکھی سوکھی پر گزارہ کر لیں گے لیکن آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے ان کی شرائط پر قرضے ہرگز نہیں لیں گے کہ جس سے پاکستانی قوم کی عزت اور خودداری پر حرف آتا ہو اور جس کی وجہ سے پاکستانی عوام پر ناروا اقتصادی بوجھ پڑتا ہو۔ یہ عزم اور یہ جذبات اپنی جگہ نہایت مبارک ہیں۔ لیکن کیا عملاً ہم آج بھی عالمی مالیاتی اداروں اور ان کے سرپرست چچا سام کے سامنے اسی طرح سرنگوں نہیں ہیں جیسے اس سے پہلے تھے؟

امریکی ایجنسیوں کے ہاتھوں ایمل کانسی کی گرفتاری پر ملک گیر احتجاج یقیناً خوش آئند ہے اور اس پر ہونے والی جگ ہنسائی اور عالمی برادری میں ازالہ حیثیت عرفی پر تشویش نہایت مبارک ہے لیکن غور طلب یہ بات ہے کہ پاکستان کے پاس قومی سطح پر عزت و وقار کی وہ کون سی پونجی تھی اور "حیثیت عرفی" کا وہ کون سا اثاثہ تھا جو اس واقعے سے زائل اور مجروح ہوا۔ سچی بات یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطحوں پر اپنے منافقانہ کردار کے باعث ہم پہلے سے ہی اللہ کی اس وعید کا مصداق کامل بنے ہوئے تھے کہ "اس شخص کی سزا جو تم میں سے اس (منافقانہ) فعل کا ارتکاب کرے (کہ اللہ کی کتاب اور شریعت کے ایک حصے کو مانتا ہو اور دوسرے کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کرے) اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں اسے ذلیل و رسوا کر دیا جائے اور آخرت میں شدید ترین عذاب میں جھونک دیا جائے"۔ (البقرہ : ۸۵)

اسی طرح یہ بات بھی قابل غور ہے اور ہر پاکستانی کو اس زاویہ نگاہ سے خود اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ کیا اس نے پاکستان کی تعمیر و ترقی اور عزت و وقار کی بحالی کی جدوجہد میں جس کا واحد ذریعہ یہاں اسلامی نظام ہے' اپنا حصہ ادا کیا ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ خود غرضی اور مفاد پرستی ہمارا مستقل وطیرہ اور منافقانہ روش ہم سب کا قومی شعار بن چکی ہے۔ چند ایک مستثنیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے' کیا چپڑاسی اور مزدور سے لے کر ملکی سطح کے اعلیٰ ترین عہدیداروں تک سب اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے ہر ناجائز کو جائز اور ہر حرام کو حلال نہیں کئے ہوئے۔!! ملک و قوم اور دین و مذہب کے مفاد کی پرواہ کسے ہے؟ ان حالات میں اس ایک واقعے پر احتجاج اور واویلا اگر بلاجواز قرار دیا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتی ہے!

سوال یہ ہے کہ ہمارا شمار آبرومند اور باعزت و باحمیت اقوام میں ہوتا کب تھا جو آج اپنی عزت کا دھیلا ہوتے دیکھ کر ہم نالہ و شیون پر اتر آئے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اس واقعے نے عالمی سطح پر ذلت و رسوائی کا ایک مزید داغ ہمارے ماتھے پر سجا دیا ہے۔ چنانچہ اس پر بطور احتجاج زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ؎

پہلے ہی اپنی کونسی ایسی تھی آبرو
پر شب کی منتوں نے تو کھو دی رہی سہی

دین کی دعوت و تبلیغ ایک لازمی دینی فریضہ ہے جسے ادا کرنا امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے

عالم عرب اسرائیل کے آگے سرنگوں ہے اور پاکستان بھارت کے سامنے سجدہ ریز !

نظام خلافت کو قائم نہ کرنے کی وجہ سے پوری نوع انسانی کی گمراہی کا وبال بھی امت مسلمہ پر آئے گا

دین کی پاکیزہ تعلیمات پر مبنی سیاسی' معاشی اور معاشرتی نظام قائم کرکے ہی شہادت علی الناس کا فریضہ ادا ہو سکتا ہے

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت کے 20 جون کے خطاب جمعہ کا خلاصہ

قرآن حکیم کی آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد امیر تنظیم اسلامی نے مولانا امین احسن اصلاحی کی معرکتہ آلاراء کتاب "دعوت دین اور اس کا طریق کار" سے ماخوذ ایک عبارت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :

تبلیغ کے معنی پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ہیں۔ اس کا مقصد افراد کی اصلاح اعمال اور ان میں دین سے عملی و نظری وابستگی پیدا کرنا ہے۔ نصف صدی قبل ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند میں مختلف فقہی مسالک کے علماء کے درمیان اختلافی مسائل میں مناظروں کو تبلیغ کا نام دیا جاتا تھا جس سے تبلیغ کی اصل روح ختم ہو چکی تھی۔ لیکن تبلیغی جماعت کے قیام سے اس "طرز تبلیغ" کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ تبلیغی جماعت نے تبلیغ کے کام کو نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور دیگر عبادات اور اخلاقیات کے بیان کی صورت دی۔ یہ اس جماعت کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے وعظ و نصیحت کو ہر قسم کے اختلافی مسائل کے بیان سے پاک کر کے تبلیغ کی روح کو زندہ کیا۔

تبلیغ کے ضمن میں نہایت اہم اور بنیادی نوعیت کا سوال یہ ہے کہ آیا تبلیغ اضافی نیکی ہے یا کہ لازمی دینی فریضہ؟ یہ سوال بہت اہم ہے۔ اس لئے کہ جب تک اس سوال کا جواب حاصل نہیں کر لیا جاتا' ہمارے لئے صحیح راہ عمل پر چلنا مشکل ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ کام نفل کے درجے میں ہے' تو اس کا کرنا اضافی نیکی شمار ہو گا۔ اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس کام کے کرنے سے ایک انسان ثواب و جزا کا مستحق تو ہو گا لیکن نہ کرنے سے اسے کوئی گناہ نہ ہو گا۔ لیکن اگر تبلیغ دین ایک لازمی فریضہ ہے تو پھر یہ کام ہمیں بہر صورت کرنا پڑے گا۔

قرآن حکیم و سنت رسولؐ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے دین کی گواہی دینا نبی کریم ﷺ کا فرض منصبی تھا۔ جس کے لئے قرآن کی اصطلاح "شہادت علی الناس" کی ہے۔ سورۃ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا' (ایمان و عمل صالح کے نتائج کی) خوشخبری دینے والا' (انکار و بد عملی کے نتائج سے) ڈرانے والا' اللہ کے حکم سے اس کی طرف (لوگوں کو) بلانے والا' اور (ہدایت کا) روشن چراغ بنا کر بھیجا"۔ (آیت ۴۵'۴۶)

پھر یہ کہ آنحضورؐ پر تبلیغ کی یہ ذمہ داری تاقیام قیامت ڈالی گئی ہے۔ سورۃ جمعہ میں فرمایا :

﴿ هوا الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمه' وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين○ واخرين منهم لمايلحقوابهم وهوا العزيز الحكيم○ ﴾
(آیت : ۲' ۳)

"(اللہ) ہی تو ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' ان کو (کفر و شرک کی گندگی سے) پاک صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب (الٰہی) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ (اس سے پہلے) یہ لوگ صریح گمراہی میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اور (اس رسول کی بعثت) دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے"۔

گویا نبی اکرمؐ کی دو بعثتیں ہیں۔ ایک بعثت خصوصی ہے جو عالم عرب کی طرف ہے اور دوسری بعثت عمومی ہے جو تمام عالم انسانی کی طرف ہے۔ ایک مرتبہ خود نبیؐ نے فرمایا : "انى لرسول الله اليكم خاصه والى الناس كافه"۔ چنانچہ جس طرح آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک جاری ہے' اسی طرح آپ کا یہ کار رسالت بھی قیامت تک کے انسانوں تک کے لئے ہے۔

آپؐ نے شہادت علی الناس کی یہ ذمہ داری دو طریقوں سے ادا فرمائی۔

ایک یہ کہ بعثت خصوصی کے ضمن میں عائد کردہ ذمہ داری آپ ﷺ نے بنفس نفیس ادا فرمائی۔ آپؐ نے اپنے زمانے کے اہل عرب کو خود تبلیغ دین کی' لوگوں کو خدائے واحد کی بندگی کی دعوت دی' اپنے قول سے ہی نہیں عمل سے بھی ان پر دین کی گواہی قائم کی' یہاں تک کہ بندگی کا انفرادی ہی نہیں اجتماعی نظام بھی بالفعل قائم کر کے دکھا دیا۔

بعثت عمومی کے ضمن میں تبلیغ کی ذمہ داری پوری امت پر ڈال دی گئی۔ یعنی وہ کام جو آپ کا منصبی فریضہ تھا' امت کی ذمہ داری اور لازمی فریضہ قرار پایا۔ اب رہتی دنیا تک تبلیغ دین اور کار رسالت کی انجام دہی امت کے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی کی غرض سے ہر ملک' ہر قوم' اور ہر زبان میں قیامت تک دین کی تبلیغ کرتی رہے۔ امت کے اس فرض منصبی کے متعلق قرآن حکیم میں فرمایا گیا :

"... اور اسی طرح (اے مسلمانو) ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم (دنیا کے) لوگوں پر گواہ بنو اور تم پر (تمہارا) رسول گواہ بنے..." (البقرہ : ۱۴۳)

اور سورۃ حج میں ارشاد ہوا :

"اس نے تمہیں (دنیا کے لوگوں میں سے) چن لیا ہے۔ اور دین میں تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں رکھی۔ (قائم رہو) اپنے باپ ابراہیم کے دین پر۔ اس نے پہلے بھی تمہارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)۔ تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم (دوسرے) لوگوں پر..." (آیت : ۷۸)

پس معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ دین نفلی عبادت نہیں بلکہ فرض ہے۔ یہ فریضہ زبانی وعظ کہہ دینے سے ہی ادا نہیں

نظام خلافت کا قیام ہمارا فرض ہی نہیں' ہماری مجبوری بھی بن چکا ہے

سفید پوش اور محروم الوسائل طبقے کے لئے اس بجٹ میں کوئی کشش نہیں ہے

پرچون کی سطح پر سیلز ٹیکس کے نفاذ کے بعد اس بجٹ کو "ٹیکس فری" کیونکر کہا جاسکتا ہے !!

وزیر خزانہ نے پیش کردہ بجٹ میں سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر بعض تلخ حقائق کو چھپالیا ہے

قومی بجٹ کا پوسٹ مارٹم' مرزا ایوب بیگ کے نوک قلم سے

پاکستان میں بجٹ آیا بجٹ آیا کا غلغلہ کسی زمانہ میں شیر آیا شیر آیا سے کم نہیں ہوتا تھا۔ بجٹ اکثروبیشتر عوام سے تو وہی سلوک کرتا تھا جو بھوکا شیر بکری سے کرتا ہے لیکن کبھی کبھار اگر اپوزیشن عوام کو متحرک کرنے میں کامیاب ہو جاتی تو یہی بجٹ پورس کے ہاتھیوں کی طرح حکومتی صفیں درہم برہم کردیتا۔ لہٰذا بجٹ سے عوام بھی خوفزدہ رہتے اور بجٹ ساز حکومت کو خود بھی دھڑکا لگا رہتا۔ لیکن ہماری کرشمہ ساز بیوروکریسی نے تقریباً دو عشرے قبل یہ مسئلہ بھی حل کر ڈالا۔ بیوروکریسی نے یہ سیدھا سادھا نسخہ حاکموں کے ہاتھ میں تھمادیا کہ صرف بجٹ کے موقع پر سال بھر کے ٹیکس لگادینا کسی آسمانی صحیفے میں تو نازل نہیں ہوا چنانچہ اب کبھی تو بجٹ پہلے آتا ہے اور کبھی ٹیکس بجٹ سے بھی پہلے آتے ہیں اور ہمارے وزیر خزانہ قومی اسمبلی میں مسکرا مسکرا کر اور ہاتھ لہرا لہرا کر بجٹ پڑھتے ہیں اور اسمبلی میں حکومتی ارکان بیچارے ڈیسک پیٹ پیٹ کر ہاتھ سرخ کرتے رہتے ہیں' یعنی شیر کو اب پنجرے میں قید کرلیا گیا ہے اور بچے اس سے چھیڑ خوانی کرتے رہتے ہیں۔ یہ کمال ہماری ذہین و فطین بیوروکریسی کا ہے۔ دراصل بیوروکریسی کا وقت کے حاکم کے ساتھ وہی تعلق قائم ہوگیا ہے جو ایاز کا محمود کے ساتھ تھا۔ محمود کے ایاز کو تو خود شناسی کا طعنہ سہنا پڑا تھا' کمپیوٹر کے دور کا "ایاز" اتنا تیور شناس ہے کہ آنے اور جانے والے میں بروقت تمیز کرکے اپنا قبلہ درست کرلیتا ہے۔ بہرحال بجٹ سازی پاکستان میں ایک فن بن چکا ہے اور ہر سال وقت کی حکومت اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتی ہے مثلاً غیر ملکی قرضے کو آمدن ظاہر کرکے بجٹ کے خسارے کو کم ظاہر کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لہٰذا بجٹ اب اعداد و شمار کا ایک گورکھ دھندہ ہے' اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ لہٰذا جب ممبران اسمبلی ڈیسک بجارہے ہوتے ہیں تو عوام کو سمجھ میں نہیں آرہی ہوتی کہ وہ تالیاں پیٹیں یا منہ۔

بلاشبہ موجودہ حکومت نے جب اقتدار سنبھالا تو قومی معیشت لاتعداد حوالوں سے بدترین حالت میں تھی۔ معاشی حالت بگاڑنے میں گزشتہ تین بلکہ چار حکومتوں نے افسوسناک کردار ادا کیا تھا۔ مالیاتی ڈسپلن نام کا نہ تھا۔ میاں نواز شریف اپنے سابقہ دور میں کشکول توڑنے کا اعلان کرتے رہے لیکن عملاً یہ ہوا کہ جب وہ اقتدار سے رخصت ہوئے یا کیے گئے تو قرضوں' خصوصاً داخلی قرضوں میں غیر معمولی اضافہ ہوچکا تھا۔ میاں صاحب کے دور میں کچھ ترقیاتی کام ضرور ہوئے لیکن غیر ترقیاتی مد میں اخراجات کا انداز بھی شاہانہ تھا۔ بے نظیر کا دوسرا دور حکومت صحیح معنوں میں کرپشن کا دور تھا۔ بینکوں اور دوسرے مالیاتی اداروں میں سرکاری مداخلت اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ ان کے دیوالیہ ہونے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ اقتصادی پالیسیاں وضع کرتے وقت کسی بھی معاشی فلسفہ کی پیروی کریں' دیانت' تصور امانت اور نظم جیسے بنیادی اجزا اگر ہوں گے تو معاشی ترقی اور عمومی خوشحالی کے امکانات روشن ہوسکیں گے۔ رواں مالی سال میں تین سو چالیس ارب روپے کی آمدن متوقع تھی۔ سال میں متعدد بار اس پر نظرثانی کی گئی اور بالآخر ۲۶۸ ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا لیکن ۳۱ مئی ۹۷ء تک کل آمدن ۲۴۴ ارب روپے تھی یعنی ماہ جون کی متوقع آمدن اگر ۲۲ ارب روپے فرض کرلی جائے تب بھی ۲۰ ارب روپے آخری تخمینے سے بھی کم وصول ہوں گے۔ بینکوں سے قرض لینے کی حد ۲۰ ارب روپے مقرر کی گئی تھی۔ اس مالی سال میں تین حکومتیں آئیں۔ بینکوں سے قرض لینے کے معاملے میں تینوں نے حدود کو پھلانگا اور ۲۰ ارب روپے کی بجائے لگ بھگ ۹۰ ارب روپے کے قرضے ملکی بینکوں سے لئے گئے۔ رواں مالی سال میں دفاع پر ۱۳۱ ارب روپے اور سود قرض کی قسط پر ۱۸۵ ارب روپے خرچ ہوئے یعنی ان دو برآمدات پر کل قومی آمدنی سے تقریباً ۵۰ سے ۵۵ ارب روپے تک زائد خرچ ہوئے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ ۵۰ ارب روپے کے علاوہ سرکاری مشینری پر اٹھنے والے کل اخراجات اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے مزید قرضے حاصل کرنے پڑے اور ہماری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ ہم روزمرہ اخراجات کے لئے بھی قرضے حاصل کررہے ہیں۔

۹۸-۱۹۹۷ء کے حالیہ بجٹ میں بھی روایتی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ۱۳ جون کو وزیر خزانہ نے قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کرنا تھا' یکم جون کو بے نظیر دور میں عائد کردہ ان ڈیوٹیوں کو مزید اضافے کے ساتھ لگادیا گیا جنہیں نواز حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی یہ کہہ کر ختم کردیا تھا کہ یہ ڈیوٹیاں ظالمانہ بلکہ تحکمانہ تھیں۔ آئندہ مالی سال میں آمدن کا متوقع تخمینہ ۳۲۴ ارب روپے ہے۔ بینکوں سے قرض لینے کی مد ۵۵ ارب روپے مقرر کی گئی ہے۔ گزشتہ سال قومی پیداوار میں اضافہ کی شرح مایوس کن تھی۔ امسال زراعت کے شعبہ میں ۵ فیصد اور صنعت کے شعبہ میں ۷ فیصد یعنی بحیثیت مجموعی ۶ فیصد اضافہ کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ یہ ہدف ایک مشکل ہدف ہے اور اس کے حصول کے لئے ماہرین دو شرائط کا پورا ہونا لازم سمجھتے ہیں۔ اولاً حکومت اور تجارت و صنعت سے وابستہ لوگوں کا مثالی باہمی تعاون اور ثانیاً کم از کم ۱۳۰ ارب روپے کے بیرونی قرضوں کا حصول۔ وزیر خزانہ نے اپنے طویل

خطاب کے اختتام میں بڑے فاتحانہ اور فخریہ انداز میں کہا "جناب سپیکر میری اس گفتگو سے آپ کو ارکان اسمبلی کو بلکہ ساری قوم کو یہ خوشخبری مل چکی ہو گی کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جارہا" اس اعلان پر حکومتی ارکان اسمبلی نے کئی منٹ تک مسلسل ڈیسک بجائے اور مکرر مکرر کے نعرے لگائے۔ وزیر خزانہ نے اپنے ارکان کی اس خواہش کی تکمیل کی اور اپنے اس اعلان کو دہرایا کہ ہم ٹیکس فری بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ سرتاج عزیز نواز شریف کے گزشتہ دور حکومت میں بھی ایک سے زائد مرتبہ بجٹ پیش کر چکے ہیں لیکن حالیہ بجٹ میں ان کا انداز فکر اور طرز عمل خاصا خام دکھائی دیتا تھا۔ محسوس ہو رہا تھا کہ سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر وہ بعض حقائق کو چھپا رہے ہیں۔ انہوں نے دوران تقریر بڑے بڑے دعوے کئے لیکن اگر مگر سے انہیں مشروط کر دیا مثلاً اگر صنعت کا پہیہ روانی سے چل گیا' زرعی پیداوار کا ہدف پورا ہو گیا اور ہم نے سمگلنگ پر قابو پا لیا اور افراط زر کی شرح کم کر سکے تو بیروزگاری کم ہو جائے گی۔ سوال یہ ہے کہ یہ تمام یا ان میں سے کچھ شرائط اگر پوری نہ ہو سکیں تو کیا ہو گا؟ جواب ندارد۔

بلاشبہ حالیہ بجٹ میں تجارت اور صنعت سے وابستہ افراد کو خصوصاً انکم ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹیوں کے حوالے سے خاصی مراعات دی گئی ہیں اور محکمہ انکم ٹیکس کی دہشت اور خوف سے انہیں چھٹکارا دلانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس بجٹ میں ایک بات دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ مسلم لیگ حکومت کی تمام تر ہمدردیاں بالائی اور خوشحال طبقہ کے لئے وقف ہیں۔ چن چن کر ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جن سے ان کی تکالیف رفع ہوں۔ سفید پوش اور محروم طبقے کے لئے اس بجٹ میں کوئی کشش نہیں۔ دوسری طرف پرچون کی سطح پر سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے جو متوسط طبقہ کے لئے قیامت خیز ہو گا۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ پرچون کی سطح پر سیلز ٹیکس کا نفاذ حتمی ہے۔ چھوٹے تاجروں سے مذاکرات محض اس کے نفاذ کے طریق کار پر ہوں گے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پرچون کی سطح پر ۳ فیصد سیلز ٹیکس حتمی ہے تو یہ بجٹ ٹیکس فری کیسے ہوا۔ لوگوں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ ٹیکس کا عنوان کیا ہے وہ تو اس بوجھ کو محسوس کرتے ہیں جو ان کی جیب پر ڈال دیا جاتا ہے۔ پرچون کی سطح پر سیلز ٹیکس کی وصولی کا طریقہ کار ابھی تک معمہ ہے۔ حکومت نے ابھی تک واضح نہیں کیا کہ آیا وہ مارکیٹوں میں اپنے ایجنٹ مقرر کرے گی یا گاہک سے خریداری کی رسید چیک کرے گی۔ بہرحال چھوٹے تاجروں کے موڈ سے ایک بات واضح ہے کہ اگر حکومت نے سیلز ٹیکس وصول کرنے کا کوئی نامناسب اور جبریہ انداز اختیار کیا تو نواز شریف اور اہل مارکیٹ کی ہنی مون کی کیفیت جو ابھی تک کسی نہ کسی درجہ میں جاری ہے شدید اختلافات میں بدل جائے گی' بلکہ طلاق کی نوبت بھی آسکتی ہے۔ چھوٹا تاجر ٹیکس دینے کے لئے تیار ہے لیکن وہ پوچھ گچھ اور چھاپہ مار انداز سے بہت گھبراتا ہے۔ لہٰذا جب حکومت نے تاجروں کے ساتھ مذاکرات میں سیلز ٹیکس کی سطح پر ٦ ارب روپے کی آمدنی کی توقع ظاہر کی تو انہوں نے ٦ ارب فکسڈ ٹیکس کی صورت میں ادا کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ ایک اطلاع کے مطابق حکومت بھی چھوٹے تاجروں کو سیلز ٹیکس کا ہوا دکھا کر انکم ٹیکس کے نیٹ ورک میں لانا چاہتی ہے تاکہ انکم ٹیکس کا base خوب وسیع کر دیا جائے اور چھوٹا تاجر جو ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ہے اس سے تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے اس خسارے کو کسی حد تک پورا کیا جائے جو بڑی صنعت کو مراعات دینے کی صورت میں ہو گا تاکہ صنعت کی ترقی سے قومی پیداوار بھی بڑھے اور خزانے کو نقصان بھی نہ پہنچے۔ حکومت کی یہ توقعات پوری ہوتی ہیں یا نہیں' فی الحال اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ہماری رائے میں ابتر اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے درج ذیل اقدامات ناگزیر ہیں :

۱) قومی پیداوار (زرعی اور صنعتی) میں اضافہ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا جائے۔ زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے بے آباد زمینوں کو کسانوں میں فی الفور تقسیم کر دیا جائے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں مزید وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر اس کی تعمیر میں مزید تاخیر زراعت کے شعبہ کے لئے تباہ کن ہو گی۔ زرعی ترقیاتی بینک کو بڑے بڑے زمینداروں کے لئے وقف نہ کیا جائے بلکہ چھوٹے کاشتکار کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملنا چاہئے۔ زرعی تحقیقات کو آسان اور سادہ انداز میں کسان تک پہنچایا جائے۔ زرعی پیداوار کے دام مقرر کرتے وقت ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں ان اشیاء کے دام مدنظر رکھے جائیں۔ صنعتی پیداوار میں اضافہ کے لئے اگر کم از کم اندرون ملک سود کی لعنت کو ختم کر دیا جائے' بچت کی تمام سکیموں کا قلع قمع کر دیا جائے تو لوگ اپنا کثیر سرمایہ کہیں نہ کہیں invest کرنے پر مجبور ہوں گے۔ نئی صنعت کو خصوصی مراعات دی جائیں اور پیداوار میں اضافے کے لئے پرکشش پیکج دیا جائے۔

۲) برآمدات کے معیار پر کوئی چیک نہ ہونا ہماری معاشی تباہی کی بڑی اور اصل وجہ ہے۔ جو برآمدی تاجر بیرون ملک مال کی سپلائی اپنے مہیا کردہ نمونوں کے مطابق نہ کریں انہیں عبرت ناک سزا دی جائیں۔

۳) سفارت خانوں میں کمرشل اتاشی کی تقرری سفارش اور سیاسی پسند اور ناپسند پر نہ ہو بلکہ میرٹ پر کی جائے۔ یہ لوگ صحیح معنوں میں ملکی تاجروں کو بین الاقوامی مارکیٹ کی ضروریات اور طلب سے آگاہ کریں۔

۴) ہماری معاشی تباہی کی دوسری بڑی وجہ سمگلنگ کا عام ہونا ہے۔ سمگلنگ کو اگر سختی سے نہ روکا گیا تو معاشی فلاح کے لئے اٹھائے گئے سب اقدامات اکارت جائیں گے۔

۵) سٹے اور جوئے پر سختی سے پابندی لگائی جائے تاکہ پیداواری ذرائع پر سرمایہ کاری کا راستہ کھل سکے۔

۶) درآمدات کو محدود کر کے ملکی صنعت کی حوصلہ افزائی کی جائے' لیکن اندرون ملک مسابقت کا ماحول پیدا کیا جائے تاکہ صنعت کار منہ مانگے دام وصول نہ کر سکے۔

۷) سرمایہ کاری اور پیداوار میں انقلابی اضافے کے لئے ملک میں امن و امان اور پرسکون سیاسی حالات شرط اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بدامنی اور قتل و غارت کے ماحول میں اقتصادی ترقی اور خوشحالی ممکن نہیں۔ جلسے جلوس اور ہڑتالیں ملکی معیشت کو پہلے ہی تباہی سے دوچار کر چکے ہیں۔

۸) ایک اندازے کے مطابق ہمارے ملک پاکستان میں سب سے زیادہ چھٹیاں منائی جاتی ہیں' کچھ قومی' کچھ مذہبی۔ اس سلسلے کو کم از کم کیا جائے تاکہ کام کے اوقات میں اضافہ ہو سکے۔ ہماری رائے میں ۲۵ دسمبر کو یوم قائداعظم منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس روز دفاتر اور کارخانوں میں ایک یا دو گھنٹے معمول سے زائد کام ہو۔ اس لئے کہ قائد نے ہمیں کام کام اور کام کا نعرہ دیا تھا۔

۹) نج کاری اس وقت سکہ رائج الوقت ہے' اس لئے اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں بعض سرکاری و نیم سرکاری اداروں کی فروخت ہماری مجبوری ہے لیکن اس میں انتہائی احتیاط برتی جائے۔ جلد رقم حاصل کر لینے کے چکر میں یا سیاسی رشوت کے طور پر ماضی کی طرح اونے پونے فروخت نہ کئے جائیں۔ خصوصاً غیر ملکی سرمایہ کاروں سے معاملہ کرتے وقت اپنے مفادات پر کڑی نظر رکھی جائے۔

آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ اس نظام کو لایا جائے جو اپنی برکات کا ثبوت ڈیڑھ ہزار برس پہلے مہیا کر چکا ہے۔ وہ نظام جس میں زکوۃ دینے والا اپنے مال کی زکوۃ لئے مارا مارا پھرتا تھا لیکن زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ وہ نظام جس میں حاکم وقت صرف انسانوں کی نہیں بلکہ جانوروں کی ضروریات کو پورا کرنا بھی اپنا فرض خیال کرے' وہ نظام جس میں زیورات سے لدی پھندی جوان عورت بھی جنگلوں اور صحراؤں میں خیروعافیت اور اعتماد کے ساتھ سفر کر سکے۔ ہمیں اسی نظام یعنی نظام خلافت کے دامن میں پناہ لینی ہو گی۔ یہ اب ہمارا فرض ہی نہیں ہے بلکہ مجبوری بھی بن چکا ہے۔

"جماعت اسلامی اور تحریک اسلامی"

مولانا وصی مظہر ندوی کی ایک تحریر پر جناب محمد سمیع کا ردِ عمل

کہتے ہیں کہ ایک بنیا اپنی دوکان پر سکوں کا انبار لگائے انہیں گننے میں مصروف تھا۔ ایک لڑکا کافی دیر سے ان سکوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پتہ نہیں کیا سوچ کر اس نے اپنی جیب سے ایک سکہ نکال کر بنیے کے سکے کے ڈھیر پر پھینکا۔ بنیے نے جھٹ اس سکے کو دبوچ لیا۔ اب تو وہ لڑکا گڑگڑانے کہ سیٹھ یہ میرا پیسہ ہے مجھے واپس کردو۔ بنیے نے اس سے پوچھا۔ اچھا تو یہ بتا کہ تو نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی تھی۔ لڑکے نے جواب دیا : سیٹھ میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ پیسہ پیسہ کو کھینچتا ہے۔ میں نے چاہا کہ اپنے سکے سے تیرے سکوں کو کھینچ لوں۔ بنیے نے کہا : بیوقوف تجھے کسی نے یہ نہیں بتایا کہ زیادہ پیسے کم پیسوں کو کھینچ لیتے ہیں۔ چل بھاگ یہاں سے۔ بڑا آیا میرے سکوں کو ہتھیانے والا۔

میں نے جب محترم مولانا وصی مظہر ندوی کی تحریر "جماعت اسلامی اور تحریک اسلامی" پڑھی جس میں انہوں نے تحریک اسلامی کی یہ پالیسی درج کی ہے کہ "جو لوگ کسی ایسی جماعت یا ادارے سے تعلق رکھتے ہوں جس کے اصول و مقاصد تحریک اسلامی کے عقیدے و نصب العین اور طریقہ کار کے خلاف نہ ہوں تو ایسا شخص تحریک اسلامی کا رکن بن سکتا ہے" اور اسی پالیسی کے نتیجے میں بقول ان کے "جماعت اسلامی میں ایسے بہت سے لوگ بھی شامل ہیں جو تحریک اسلامی کے رکن بلکہ اس کے قائدین میں شمار ہوتے ہیں"۔ تو مجھے مذکورہ بالا قصہ یاد آیا کیونکہ شاید تحریک اسلامی کی اسی پالیسی کے نتیجے میں محترم نعیم صدیقی، بانی تحریک اسلامی کے ساتھ وہ کچھ ہوا جس کو محترم صدیقی صاحب نے اپنی ایک تحریر میں اس طرح بیان کیا ہے۔ "چند اصحاب نے پہلے سے گاڑی تیار کی تھی اور کوئی ایسا کوچوان ڈھونڈ رہے تھے جو ان کو مقامِ اعتبار دلا سکے۔ جب یہ مطلوب حاصل ہو گیا تو انہوں نے مجھے برطرف کر کے گاڑی سے اتار دیا"۔ مجھے مولانا محترم کے اس فدویانہ انداز پر کوئی اعتراض نہیں جو انہوں نے جماعت اسلامی کے حوالے سے اپنی تحریر میں اختیار کیا ہے۔ البتہ "اس رازو نیازِ عشق" میں وہ ڈاکٹر اسرار احمد کا تذکرہ خواہ مخواہ لے آئے۔ گویا یہ وہی بات ہوئی کہ

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

جب میں نے پہلی مرتبہ یہ خبر پڑھی کہ مولانا سید وصی مظہر ندوی نے تحریک اسلامی میں شمولیت اختیار کرلی ہے تو ڈاکٹر صاحب موصوف کو یہی شعر سناتے ہوئے میں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ یہ رازداں رقیب کیسے بن گیا؟ تو انہوں نے فرمایا تھا کہ "ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس جماعت کو بھی پسند کرے اس میں شمولیت اختیار کرلے"۔ اصل میں حیرت مجھے اس بات پر ہوئی تھی کہ ماضی قریب میں دینی جماعتوں کے اتحاد کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ دینی جماعتوں کے وسیع تر اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ پہلے جو جماعتیں مختلف دھڑوں میں بٹ گئی ہوں پہلے وہ یکجا ہوں۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنی طرف سے جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور تحریک اسلامی پر مبنی ایک وفاق یا فیڈریشن بنانے کی تجویز پیش کی تھی اور اس معاملے میں بقیہ دو جماعتوں سے سلسلہ جنبانی قائم کرنے کے لئے انہوں نے مولانا کو اپنا سفیر بنایا تھا۔ وہ سفیر تحریک اسلامی کا حصہ بن کر بھی اس وفاق کی تشکیل میں مثبت رول ادا کر سکتے تھے لیکن افسوس کہ مولانا محترم نے تحریک اسلامی میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد سے ہی تنظیم اسلامی اور اس کے بعد امیر پر گولے داغنے شروع کر دیئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف ماضی میں مولانا محترم کا جس درجے اکرام کرتے رہے اس کا ایک نمایاں مظہر یہ ہے کہ انہوں نے تنظیم اسلامی کی تاسیس کے فوراً بعد جو حلقہ مستشارین تشکیل دیا تھا اس میں مولانا موصوف کو بھی شامل کیا تھا۔ تنظیم اسلامی کا یہ وہ حلقہ ہے جو ایسے اصحاب علم و فضل پر مشتمل تھا جو کسی سبب سے تنظیم اسلامی میں باقاعدہ تو شامل نہ ہوں لیکن اس کے نظریات سے مجموعی اتفاق اور اس کے مقاصد سے عمومی دلچسپی رکھتے ہوں اور وہ یہ ذمہ داری قبول کرلیں کہ وہ عند الطلب مشورہ بھی دیتے رہیں گے اور تنظیم کی سرگرمیوں پر نگاہ بھی رکھیں گے تاکہ کوئی غلط رجحان نظر آئے تو بروقت متنبہ کریں۔ انتہائی قابل رنج بات یہ ہے کہ مولانا محترم نے ڈاکٹر صاحب کی جانب سے اس احترام آمیز طرز عمل کا صلہ یہ دیا کہ تحریک اسلامی کے ترجمان رسالے "نشور" میں تنظیم اسلامی کے نظم مشاورت کا غلط نقشہ پیش کیا، حالانکہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ مشاورت کا اتنا عمدہ اور اقرب الی السنہ نظام کسی اور دینی جماعت نے اختیار نہیں کیا اور اب اپنی اس تحریر میں انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو خواہ مخواہ گھسیٹنے کی کوشش کی ہے جس کے بغیر بھی ان کی تحریر مکمل ہو سکتی تھی۔ آخر میں مولانا محترم سے نہایت مودبانہ یہ سوال کرنا چاہتا ہوں تحریک اسلامی کی تعارفی تحریر میں محترم نعیم صدیقی صاحب کا ذکر بھی نہ کرنا چہ معنی؟

امیر تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی مصروفیات

29 جون کو حلقہ سرحد کے زیر اہتمام سواڑی ضلع ڈگر بونیر میں جلسہ عام سے خطاب

☆ ☆ ☆

4 جولائی کو بعد نماز مغرب قرآن آڈیٹوریم میں شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی صدارت فرمائیں گے۔

☆ ☆ ☆

"تکمیل دستور خلافت" مہم کے سلسلے میں 6 جولائی بروز اتوار 9 بجے دن سیمینار منعقد ہوگا جس میں امیر تنظیم اسلامی خصوصی خطاب کریں گے۔

☆ ☆ ☆

8 جولائی کو قرآن اکیڈمی ملتان میں منعقدہ تربیت گاہ کے اختتامی سیشن میں ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب ہو گا

☆ ☆ ☆

16 جولائی کو امیر تنظیم اسلامی دعوتی و تنظیمی دورہ کے لئے امریکہ روانہ ہوں گے۔

تنظیم اسلامی ضلع مانسہرہ کے زیر اہتمام ہفت روزہ فہم دین کورس

تنظیم اسلامی کے رفقاء مانسہرہ کے زیر اہتمام ۲۷ جون سے ۳ جولائی تک "ہفت روزہ فہم دین کورس" روزانہ ڈھائی بجے سے ساڑھے چار بجے تک دفتر تنظیم اسلامی و تحریک خلافت بالمقابل ارم ہوٹل، شکیاری روڈ مانسہرہ میں منعقد ہو گا۔ کورس میں اسلامی عقائد، عبادات، تجوید و قراءت کی عملی مشق، فرائض دینی کا جامع تصور، بنیادی عربی گرامر، تزکیہ و احسان اور جہاد کی حقیقت اور مراحل کے موضوعات پر بصیرت افروز لیکچر دیئے جائیں گے۔ کورس میں داخلہ بالکل مفت ہو گا۔

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے دو رفقاء رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے رفیق ملک تنویر اعجاز اور جناب شوکت صاحب کے عقد نکاح مسنونہ کی تقریب سعید مسجد میں منعقد ہوئی۔ تنظیم اسلامی کوئٹہ کے امیر جناب محبوب سبحانی نے خطبہ نکاح میں شادی بیاہ کی مروجہ رسومات کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا۔ موصوف کے خطبہ نکاح کو حاضرین محفل نے خوب سراہا اور جناب محبوب سبحانی سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ہاں شادی کے موقع پر اسی طرح کا خطبہ دینے کے لئے تشریف لایا کریں گے۔

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گی اس لئے وزیراعظم نہیں بنوں گی

پاکستان پیپلزپارٹی کی چیئرپرسن اور قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو نے ۹۸-۱۹۹۷ء کے بجٹ کو تلخ وشیریں بجٹ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بجٹ مراعات یافتہ اور کاروباری طبقہ کے لئے بہت شیریں جبکہ عوام کے لئے یہ بہت کڑوا اور سخت ہے۔ بھاری مینڈیٹ کے دعوی دار حکمرانوں نے ملکی معیشت اور قومی سلامتی کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ وہ گزشتہ روز پیپلزپارٹی کے پوسٹ بجٹ سیمینار سے خطاب کر رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اس بجٹ میں ٹیکس چوروں اور بلیک مارکیٹنگ کا دھندہ کرنے والوں کو بھرپور طریقے سے ریلیف دیا گیا ہے۔ جبکہ ٹیکس جمع کرنے کی ذمہ داری ٹیکس چوری کرنے والوں پر چھوڑ دی گئی ہے۔ یہ عوام دشمن بجٹ ہے کیونکہ ٹیکسوں کے نظام میں خرابیاں پیدا کردی گئیں ہیں۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ میں نے آئندہ وزیراعظم نہ بننے کا فیصلہ اس لئے کیا ہے کیونکہ میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ وزیراعظم کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ فوج اور امریکہ کو خوش کرے اور اپنے ارکان اسمبلی کی بلیک میلنگ کا شکار ہو۔

(۲۱جون' جنگ)

پاکستان کا اپنا کوئی قانون ہے
عزت نہ خود مختاری' امریکی میڈیا

پاکستانی صدر فاروق احمد خان لغاری کے آبائی قصبہ میں ایف بی آئی نے پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسیوں اور انتظامیہ کی مدد سے ایمل کانسی کو جس بھونڈے انداز میں گرفتار کیا ہے اسے امریکی میڈیا میں خوب اچھالا جارہا ہے اور انتظامیہ ۱۳ کروڑ افراد کی آبادی والے ملک کا نقشہ ایک چھوٹے ڈبے کی مانند آئی لینڈری پبلک کی طرح پیش کر رہی ہے۔ جس کا اپنا کوئی قانون ہے نہ اس کی کہیں عزت ہے اور نہ ہی یہ خود مختار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان نے خود ہی اپنے آپ کو کارنر کرکے امریکیوں کو کھلی اجازت دیدی ہوئی ہے۔ اس کی ایجنسیاں بالخصوص آئی ایس آئی نے کانسی کی گرفتاری کے اپریشن کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ انفارمیشن دیں اور امریکیوں سے تعاون کے لئے اچھی خاصی ڈیل کی۔ اس طرح وہ ابتدائی اطلاعات کہ کانسی کو افغانستان سے گرفتار کیا گیا ہے بالکل غلط نکلیں۔ اسے پاکستان سے گرفتار کیا گیا جہاں وہ سب کے ساتھ رہ رہا تھا۔ امریکی ایجنٹس پاکستان اس طرح روانہ ہوئے جیسے یہ ملک ان کے اپنے گھر کا صحن ہو۔ انہوں نے اپنی منصوبہ بندی خود کی۔ وہ وہاں پاکستان سیکورٹی ایجنسیوں کی حفاظت میں مکمل آزادی کے ساتھ گھومے پھرے۔ ایک پاکستانی کو اٹھایا اور بغیر کسی رکاوٹ کے پاکستان سے پرواز کرگئے۔ (۲۱جون' جنگ)

کسی ایک افغان گروپ کا ساتھ نہیں دیں گے
پاک ایران اتفاق رائے

پاکستان اور ایران نے مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے مشترکہ کوششوں پر اتفاق کیا ہے۔ گزشتہ روز سعد پیلس میں دونوں ممالک کے درمیان اعلیٰ سطحی مذاکرات ہوئے۔ بعد میں سیکرٹری خارجہ شمشاد احمد اور وزیراعظم کے پریس سیکرٹری صدیق الفاروق نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ دونوں ممالک نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ افغانستان کے مسئلہ کا حل مذاکرات ہیں۔ نواز شریف نے ایران کے صدر کو ان وجوہات سے آگاہ کیا جن کے باعث پاکستان نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کیا۔ دونوں ممالک نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ افغانستان میں کسی ایک گروپ یا گروہ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ (۲۱جون' جنگ)

یہی حال رہا تو کل امریکہ ہمارے صدر اور وزیراعظم کو بھی اٹھا لے جائے گا' حمید کانسی

امریکہ میں قید پاکستانی شہری ایمل کانسی کے ۳۳ سالہ بھائی حمید کانسی نے کہا ہے کہ ان کے بھائی کی گرفتاری اور پھر اسے امریکہ کے حوالہ کرنا پاکستانی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے اور اس کے خلاف نہ صرف عالمی عدالت انصاف میں جائیں گے بلکہ اپنا مقدمہ عالمی ضمیر کے سامنے پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایکسٹرڈیشن لا ۱۹۷۲ء نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کسی بھی ملزم کو بیرون ملک سپرد کرنے سے قبل علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے کا پابند کر رکھا ہے۔ جبکہ ملزم اگر اعلیٰ عدالتوں میں اپیل کی درخواست کرے تو قانون اسے یہ حق بھی دیتا ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے کانسی کیس میں اس قانون کو پس پشت ڈال دیا۔ انہوں نے کہا کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان امریکی کالونی بن چکا ہے۔ اور اب امریکی ایجنسیاں جب چاہیں جہاں سے چاہیں کسی بھی پاکستانی شہری کو کسی بھی الزام میں اٹھا کر امریکہ لے جاسکتی ہیں۔ جو پاکستان کی داخلی خود مختاری پر براہ راست حملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کا کوئی قانون کسی ملک کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ دوسرے ممالک کا قانون اپنے ہاتھ میں لے لے' ہمارے ہاں تو ایک تھانہ دوسرے تھانے کی حدود میں مداخلت کا مجاز نہیں تو ایک ملک کی سیکورٹی ایجنسی کو دوسری ایجنسی کے امور میں مداخلت کا حق کس نے دیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں امریکہ کی مسلمان دشمنی کو بے نقاب کرنے کے لئے ایران' عراق' لیبیا' سوڈان اور دیگر اسلامی ممالک سے بھی رابطہ کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم خاموش رہے تو امریکی کل ہمارے صدر اور وزیراعظم کو بھی مجرم قرار دے کر اٹھا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا حکومت پاکستان نے امریکہ کو اپنی سرزمین پر کاروائی کرنے کی اجازت کیوں دی۔ امریکی چھاپہ ماروں کو اس قدر سہولتیں اور مقامی کمانڈوز کس نے فراہم کئے۔ انہوں نے کہا کہ اس کاروائی میں امریکی اور پاکستانی کمانڈوز شریک تھے۔ حکومت حقائق پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ (۲۳جون' نوائے وقت)

قاضی حسین احمد نے ستمبر سے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کردیا

جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت کے خلاف باقاعدہ تحریک ستمبر کے مہینے میں چلائیں گے کیونکہ ہم نے نواز شریف حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی تھی لیکن حکومت چار ماہ کے اندر ہی ہر شعبے میں ناکام ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کے نام پر عوام سے مذاق کیا جارہا ہے۔ امن وامان تباہ ہوچکا ہے۔ بے روزگاری عروج پر ہے۔ اور حکومت گولڈن جوبلی کی آڑ میں قومی خزانے کو لوٹنے کا پروگرام بنارہی ہے۔ آج لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بے نظیر زرداری حکومت کو ختم کیا اب موجودہ حکومت کی باری کب ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ قدرت کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں' قوم جلد خوشخبری سنے گی۔ (۲۳جون' نوائے وقت)

پاکستان کا شرح خواندگی میں ۱۳۳ واں نمبر

چیئرمین ایجوکیشن ٹاسک فورس ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ پاکستان شرح خواندگی میں ۱۳۳ویں نمبر پر ہے جو پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایجوکیشن ٹاسک فورس کی مرتب کردہ سفارشات کی روشنی میں حکومت نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے حکمت عملی تیار کرے گی' جو اسلامی فلاحی ریاست کی تعمیروترقی کی اساس کو مستحکم بنیادیں فراہم کرے گی۔

بقیہ : قرآن کالج

توجہ دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالج کے طلبہ تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ کے شعبوں میں بھی خصوصی استعداد کے حامل ہوتے ہیں۔ اس بات کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن کالج کے طلبہ نے سال 96ء اور سال 97ء میں خانہ فرہنگ کے زیر اہتمام علوم قرآنی پر مشتمل انعامی مقابلوں میں اول پوزیشنز حاصل کیں۔ اس کے علاوہ سال 94ء میں منہاج القرآن کے زیر اہتمام سیرت النبی پر انعامی تحریری مقابلے میں بھی قرآن کالج کا طالب علم اول پوزیشن پر رہا۔ اس سال قران کالج ہی کے زیر اہتمام ایک مقابلہ مضمون نویسی منعقد کیا گیا جس کا عنوان تھا: "علامہ اقبال۔ ایک عظیم عارف قرآن"۔ اس مقابلے میں کل 60 طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔ مردوں کے مقابلوں میں انٹرمیڈیٹ لیول اور یونیورسٹی لیول دونوں سطحوں پر قرآن کالج کے طلبہ ہی اول رہے۔

قرآن کالج سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے مستقبل میں وہ تمام مواقع موجود ہیں جو کسی بھی کالج سے فارغ التحصیل طالب علم کو حاصل ہوتے ہیں اور اب چونکہ رواں سال سے ان شاء اللہ I.Com کی کلاسوں کا آغاز بھی کیا جارہا ہے تو طلبہ کے لئے کامرس سے متعلقہ شعبوں میں ترقی کے مواقع بھی موجود ہیں۔

قرآن کالج میں ایف اے، بی اے اور آئی کام کے علاوہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کورس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایسے افراد جو بی اے، ایم اے یا دوسرے ووکیشنل اور ٹیکنیکل علوم حاصل کر چکے ہوں انہیں ان بنیادی علوم سے منسلک کردیا جو قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے اور فہم دین کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ انہیں عربی گرامر و ریڈر، تجوید اور قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے ساتھ ساتھ علم حدیث وفقہ کے بنیادی اصول سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ قرآن حکیم کے پیغام کو خود بھی سمجھ سکیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق کہ "خیرکم من تعلم القران وعلمہ" وہ تعلیم وتعلم قرآن کے کام کو آگے بڑھانے کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اسی مقصد کے لئے شام کے اوقات میں وقتاً فوقتاً عربی کلاس کا اجراء بھی ہوتا رہتا ہے۔

یہ ہے قرآن کالج کا مختصر سا تعارف۔ اس تعارف سے پتہ چلتا ہے کہ محض تجوید، حفظ یا قرآن حکیم کا درس اس کالج کے قیام کا محرک نہیں۔ یہ کام تو اور بھی بہت سے اداروں میں ہو رہا ہے۔ اس کالج کا اصل ہدف اسلامی ذہن کی تشکیل کرنا، کائنات کے روحانی تصور کو فروغ دینا اور بالخصوص خدا ناآشنا مغربی علوم کی تدریس میں خدا کے تصور کو مرکزی حیثیت دینا ہے۔ اسی وجہ سے یہاں عربی قواعد وزبان اور ترجمہ قرآن کو لازمی مضامین کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے اور مغربی علوم کی تدریس مغرب کے مادی نقطہ نظر کی بجائے اسلام کے روحانی نقطہ نظر سے کی جاتی ہے۔

ایسے ہی ادارے کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ وہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی خالصتاً دنیوی تعلیم سے نالاں تھے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ مدرسوں اور مکتبوں کی دینی تعلیم سے بھی غیر مطمئن تھے۔ ان کے نزدیک کالجوں اور یونیورسٹیوں کا نصاب اسلامی ثقافت کے منافی تھا۔ اسی طرح اسلامی مدارس کا نصاب جدید علوم سے بیگانہ تھا۔ اقبال ان دونوں انتہاپسندیوں کے مخالف تھے۔ امت وسطی کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ نہ کہ انتہاپسندی کا

اس مثالی یونیورسٹی کے تصور کی وضاحت اقبال نے ایک شعر میں بھی اس طرح کی ہے۔

وہ علم کم بصری، جس میں ہمکنار نہیں
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

قرآن کالج اقبال کے مندرجہ بالا خواب کی تعبیر ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ہمارے پاس پرتھوی سے کہیں بہتر میزائل موجود ہے (ڈاکٹر عبدالقدیر)

○ ٹھیک ہے جناب! مگر کیا دنیا بھی ہمارے اس دعوٰی کو مانتی ہے؟

☆ ایران کی طرف سے تجارتی راستوں کی بندش سے افغانستان میں قحط کا خطرہ

○ کیا ایران کی مذہبی حکومت اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے لازوال اصولوں کو یکسر انداز کر دے گی! یقین تو نہیں آتا مگر خبر بھی غلط نہیں ہے۔

☆ اسرائیل یہودی بستیوں کی تعمیر بند کرے (حکومت مصر)

○ ورنہ...... اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں!

☆ مسلم لیگ کو پیپلزپارٹی کا گند صاف کرنے کا وقت ملنا چاہئے (نورانی)

○ بالکل بجا فرمایا ہے مولانا آپ نے مگر اس کی کیا گارنٹی ہے کہ گند واقعی صاف بھی ہو جائے گا!

☆ مذہبی جماعتوں کو انقلاب کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے (مولانا فضل الرحمٰن)

○ نواز شریف صاحب مہربانی فرما کر آپ بے نظیر صاحبہ کی طرح مولانا موصوف سے تعاون کر کے انہیں "غلط" راستہ اختیار کرنے سے بچائیں، اللہ آپ کا بھلا کرے گا۔

☆ حکمرانوں کو قومی مسائل کا شعور ہی نہیں (طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی)

○ میاں صاحب ہمارا حکمران طبقہ ہی ملک و قوم کا سب سے بڑا مسئلہ ہے!

☆ زرداری کے گھوڑوں کے لئے سرکاری خزانے سے ایئرکنڈیشن بوگیاں تیار کی گئیں (جنگ ۲۳ جون)

○ مرد اول اپنے انہی "کارناموں" کی وجہ سے "اندر" ہیں۔

☆ بے نظیر کو نواز شریف والی گاڑی دے دی جائے (ڈپٹی سپیکر خورشید شاہ)

○ ..... جبکہ نواز شریف پہلے ہی محترمہ بے نظیر کی گاڑی استعمال کر رہے ہیں۔

☆ افغانستان میں کھلاڑیوں کو اسلامی لباس پہننے کا حکم، تماشائیوں پر سگریٹ نوشی اور تالیاں بجانے پر پابندی، کھیل کے دوران تماشائی صرف اللہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے۔

○ اسے کہتے ہیں "ادخلوا فی السلم کافہ"۔

○ ویسے ہمیں طالبان کی طرف سے "نسوار" کے بارے میں پالیسی کے اعلان کا بھی انتظار ہے۔

☆ قاضی حسین احمد نے حکومت کے خلاف ستمبر میں تحریک چلانے کا اعلان کر دیا

تحریک چلا کے حکومت گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ اسلامی انقلاب لا قاضی

☆ بے نظیر بھٹو نے جن لوگوں کو پلاٹ دیئے وہ سب "جیالے" ہیں (مسلم لیگ کے ترجمان کا بیان)

○ جناب آپ کو غلطی لگی ہے۔ اسلام آباد کے پلاٹوں کی بندر بانٹ سے ناہید خان سمیت کئی ایک "جیالیاں" بھی فیض یاب ہیں۔

نامے میرے نام

"انجمن خدام القرآن راولپنڈی/اسلام آباد کے تحت ہوٹل ہالیڈے ان اسلام آباد میں ۲۵ مئی کو ایک سیمینار بعنوان "پاکستان میں بلا سود معیشت کے مسائل اور ان کا حل" منعقد ہوا تھا۔ جس کی صدارت جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کی اور مہمان خصوصی سینیٹر راجہ ظفرالحق صاحب تھے اس سیمینار میں ضلع گجرات کے گاؤں سمیان موہلہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب چوہدری شمشاد بھی شریک تھے۔ بحمد اللہ اس سیمینار میں شرکت کے نتیجے میں انہوں نے سود سے تائب ہونے کا فیصلہ کیا اور سود کی مد میں ان کی دوسروں کے ذمے جو واجب الادا رقوم تھیں ان کو معاف کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ جب میرے علم میں آیا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جس کی رو سے نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علی' تمہاری وجہ سے اگر ایک آدمی بھی راہ راست پر آجائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بڑی دولت ہے"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح کے اور پروگرام کرانے کی توفیق دے اور منتظمین و شرکاء کی اس مساعی کو شرف و قبولیت عطا فرمائے۔

عبدالغفور غوری' اسلام آباد

☆ ☆ ☆

ندائے خلافت کی اشاعت 25/ جون میں وزیر اعظم میاں نواز شریف کی تقریر پر جناب ایوب بیگ کا تبصرہ پڑھا۔ یکے بعد دیگرے تخت حکومت پر متمکن ہونے والے پاکستان کے سربراہان مملکت نے قوم سے جو خطابات کئے ان پر ایوب بیگ صاحب نے جو گہری یکسانیت اور مماثلت تلاش کی ہے وہ واقعی حیرت انگیز اور معنی خیز ہے اور اس سے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ موجودہ حکومت بھی ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گی جو اب تک ہوتا رہا ہے تو یہ خدشہ بے جا نہ ہو گا۔ تاہم اگر حسن ظن سے کام لیا جائے تو دو ایک باتیں ایسی بھی ہیں جن میں ایوب بیگ صاحب سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

۱) ایوب بیگ صاحب نے نہ معلوم کس بنا پر یہ کہا ہے کہ جناب وزیر اعظم نے اپنے ایک قریبی دوست اور سابقہ کاروباری شریک کو احتساب سیل کا سربراہ مقرر کر کے احتساب کے عمل کو مشکوک یا مذاق بنا دیا ہے حالانکہ "ریڈ کو" کی اب تک کی کارکردگی اتنی بری نہیں۔ ویسے بھی ظاہر بات ہے وزیر اعظم صاحب اپنے لئے کسی قریبی دوست کا ہی انتخاب کرتے۔ اگر ان کا یہ خدشہ بینظیر صاحبہ اور زرداری صاحب کے حوالے سے ہے تو یہ ابھی قبل از وقت ہے۔

۲) صدر پاکستان کو صدارتی محل میں "قیدی" بنانے کا معرکہ پیپلز پارٹی کے بانی چیرمین ذوالفقار علی بھٹو کا سب سے اولین کارنامہ تھا جس کے بعد سے پیپلز پارٹی نے اسے بہترین حکمت عملی کے طور پر اختیار کئے رکھا۔ مگر موجودہ صدر جناب فاروق لغاری صاحب پر تو کسی طرح بھی اس اصطلاح کا اطلاق نہیں ہوتا' ابھی چند ہی ماہ پہلے تو انہوں نے بینظیر حکومت سے عوام کو نجات دلائی ہے اور اگر یہ بات 58II/B کے خاتمے کی وجہ سے کہی گئی ہے تو ندائے خلافت کے تجزیہ نگار جناب ایوب بیگ صاحب نے خود 58II/B کے خاتمے کو ایک صحیح فیصلہ قرار دیا ہے لہٰذا اب صدر لغاری کو ایوان صدر کا قیدی کہنا کچھ درست معلوم نہیں ہوتا۔

۳) یہ صحیح ہے کہ کرپشن کا مرض قیام پاکستان کے چند سال بعد ہی پیدا ہو گیا تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا مگر اس کو اپنی منطقی انتہا تک پیپلز پارٹی نے اپنے آخری دور حکومت میں پہنچایا جس پر عدالتِ عظمیٰ اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ عوام کا سب سے اہم اور فوری مطالبہ اسی دور کے احتساب کا ہے۔ "غیر جانبدارانہ" اور "منصفانہ" احتساب کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ نواز شریف صاحب جتنے پیپلز پارٹی کے آدمی پکڑیں لازماً اتنے ہی مسلم لیگ کے بھی پکڑ لیں۔ لیگیوں کا احتساب بینظیر صاحبہ بخوبی کر چکی ہیں۔ اعلیٰ معیارات اور تصورات اپنی جگہ' سابقہ حکمران ٹولہ میں سے کسی ایک کا احتساب تو ہونے دیں۔ اس کے بعد خود بخود اس کا دائرہ وسیع تر ہو گا اور انصاف اور غیر جانبداری بھی واضح ہوتی چلی جائے گی کیونکہ یہاں تو آج تک صحیح معنوں میں کسی کا احتساب ہوا ہی نہیں۔ اگر اب بھی نہ ہوا تو پھر جیسا کہ کہا جا رہا ہے آئندہ "فرشتے" ہی آکر احتساب کریں گے۔

ابو صالح' لاہور

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی علامہ محمود احمد رضوی سے ملاقات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے تکمیل دستور خلافت مہم میں علماء کی تائید و تعاون حاصل کرنے کے لئے دینی جماعتوں کے سربراہوں اور نمائندوں سے خصوصی ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اسی ضمن میں انہوں نے دارالعلوم حزب الاحناف میں علامہ محمود احمد رضوی سے ملاقات کی' ناظم اعلیٰ محترم عبدالرزاق اور راقم امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ علامہ صاحب ماضی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور رویت ہلال کمیٹی کے چیرمین رہے ہیں۔ علاوہ ازیں علامہ موصوف جماعت اہل سنت کے سرپرست اعلیٰ بھی ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے جناب مولانا محمود احمد رضوی کو شیعہ سنی مفاہمت کے لئے اپنی کوششوں اور اس کے پس منظر سے آگاہ کیا اور انہیں تنظیم اسلامی کے مجوزہ سیمینار میں شرکت کی دعوت دی۔ دونوں رہنماؤں میں مسالک کے حوالے سے بھی بڑی دلچسپ اور حد درجہ اہمیت کی حامل گفتگو ہوئی۔

ناظم اعلیٰ کی سپاہ محمد کے رہنماؤں سے ملاقات

تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق اور نائب ناظم نشرواشاعت نعیم اختر عدنان نے امیر تنظیم اسلامی کی ہدایت پر شیعہ سنی مفاہمت کے حوالے سے سپاہ محمد کے رہنماؤں سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ ملاقات میں سپاہ محمد کے جنرل کونسل کے سرپرست اعلیٰ جناب میجر ریٹائرڈ اشرف علی اور جماعت کے سیکرٹری جنرل موجود تھے۔ میجر اشرف علی نے امیر تنظیم اسلامی کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمانوں میں اتحاد کی ان کوششوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ناظم اعلیٰ نے سپاہ محمد کے رہنماؤں کو امیر محترم کی طرف سے پیش کردہ "شیعہ سنی مفاہمت" کے فارمولے کی کامل تائید کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان کا قانون اکثریتی آبادی کے تصورات پر قائم ہو اور ملک میں بسنے والے دیگر مسالک کے ماننے والوں کو پرسنل قوانین کی حد تک مکمل آزادی دے دی جائے تو یہ بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہوگی۔ میجر اشرف علی نے امیر محترم سے جلد ملاقات کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

رپورٹ : نعیم اختر عدنان

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی پشاور کے رفیق جناب انور شاہ کے والد محترم بسم اللہ شاہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

قرآن مرکز کورنگی کراچی میں دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

شہر کراچی کی تمام تنظیموں کا مشترکہ ماہانہ دو روزہ دعوتی و تربیتی اجتماع تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کے زیر اہتمام قرآن مرکز کورنگی میں ۱۷۔۱۸ مئی کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مجموعی طور پر ۱۰۰ رفقاء اور ۲۰ احباب شریک ہوئے۔

دعوتی پروگرام کے لئے ۱۷/ مئی کو صبح ۹ بجے رفقاء قرآن مرکز میں جمع ہوئے۔ تنظیم اسلامی کراچی شرقی کے امیر جناب نوید احمد نے ضروری ہدایات کے بعد رفقاء کو ۱۳ جماعتوں میں بانٹ دیا جبکہ ہر جماعت کم از کم ٦ رفقاء پر مشتمل تھی۔ یہ دعوتی جماعتیں لانڈھی کورنگی کی مختلف آبادیوں میں پھیل گئیں۔ گھر گھر جا کر ایک ہینڈ بل کے ذریعہ تکمیل دستور خلافت مہم کی اہمیت لوگوں پر واضح کی گئی اور ان سے پوسٹ کارڈ پر دستخط کروائے گئے۔ یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہا بعد ازاں عصر تا مغرب بھی یہ مہم جاری رہی۔ تعارفی مہم کے دوران مجموعی طور پر تین ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے اور تقریباً ۲۵۰۰ پوسٹ کارڈز پر دستخط کروائے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد چار مساجد کے باہر کتب کے سٹال لگائے گئے اور نمازیوں سے کارڈز پر دستخط کروائے گئے۔ سات مقامات پر دروس قرآن منعقد ہوئے' جن میں تکمیل دستور خلافت کی اہمیت واضح کی گئی اور ندائے خلافت کے خصوصی شمارے کا تعارف کروایا گیا یہاں ٦۰ عدد ندائے خلافت فروخت ہوئے۔ دعوتی پروگرام میں ۸۰ سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔ عوام الناس کی طرف سے تکمیل دستور خلافت مہم کے حوالے سے ردعمل انتہائی خوشگوار تھا جس سے رفقاء کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہیں کام کرنے کا ایک نیا جذبہ ملا۔

۱۸ مئی کو تربیتی پروگرام کا آغاز قرآن مرکز سے متصل مسجد یعنی مسجد طیبہ میں نماز فجر کے بعد درس حدیث سے ہوا۔ یہ درس محترم اعجاز لطیف صاحب نے دیا۔ انہوں نے رفقاء کو ایمان افروز احادیث سنائیں۔ ساڑھے آٹھ تا ساڑھے دس بجے تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کے رفیق عمران احمد خان نے رفقاء کے لئے مطلوبہ اوصاف کا مذاکرہ کروایا۔ گیارہ بجے تا ایک بجے دن تاریخ شیعیت کے موضوع پر ڈاکٹر وحید الزمان کا لیکچر بذریعہ ویڈیو کیسٹ رفقاء کو دکھایا گیا تاکہ شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت اجاگر کی جاسکے اور اس سلسلہ میں رفقاء کے اندر وسعت قلبی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اختر ندیم صاحب نے آخر میں اس لیکچر کا خلاصہ بڑے موثر انداز میں پیش کیا۔

۳ بجے روفی جلیس صاحب نے بڑے دلچسپ انداز میں ذاتی رابطہ کے حوالے سے لیکچر دیا اور اس سلسلہ میں بعض اہم باتوں اور ضروری احتیاطوں سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ حاضرین کو دکھائی گئی جس میں موصوف نے بڑے مدلل اور پرجوش انداز میں خوبصورت الفاظ و اصطلاحات ۔ سہارا لیتے ہوئے علامہ وحید الدین خان صاحب کی فکر کا محاکمہ کیا ہے۔ اس خطاب کو رفقاء نے بہت پسند کیا۔

پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نسیم الدین صاحب نے رفقاء سے خطاب کیا۔ انہوں نے کراچی شرقی نمبر ۳ کے رفقاء کی کارکردگی کو سراہا اور خاص طور پر قرآن مرکز کی تعمیر کو دیگر تنظیموں کے رفقاء کے لئے بھی ایک نمونہ قرار دیا۔ موصوف نے اپنے حالیہ دورہ بلوچستان کا بھی ذکر کیا اور بعض واقعات کے حوالے سے یہ بات واضح فرمائی کہ بحمد اللہ ہماری تنظیمی فکر انتہائی ٹھوس اور مکمل ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ رفقاء پوری تندہی سے اسے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

ناظم حلقہ پنجاب مشرقی زیریں کا دو روزہ دعوتی دورہ

ناظم حلقہ پنجاب شرقی زیریں محمد اشرف وصی صاحب کی قیادت میں دو روزہ دعوتی پروگرام میں ۲۲ رفقاء کا قافلہ عازم سفر ہوا۔ بعد ازاں مقامی اور دیگر رفقاء کی شمولیت سے یہ تعداد ۳۰ تک پہنچ گئی۔ دعوتی قافلہ گیارہ بجے مسجد العزیز ساہیوال میں پہنچ گیا جہاں جناب احمد رضا برکی نقیب اسرہ ساہیوال نے رفقاء کا استقبال کیا۔ پہلی نشست میں لاہور جنوبی کے بزرگ ساتھی جناب منظور احمد نے فکر آخرت کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ بعد ازاں محمد اشرف وصی صاحب نے سورۂ کہف کے آخری رکوع پر مبنی تذکیری گفتگو کا آغاز مذاکرے کی صورت میں کیا۔ اس مذاکرے میں تمام رفقاء نے حصہ لیا اور وقفہ کے بعد نماز عصر جامعہ ثنائیہ اہل حدیث واقع سبزی منڈی میں ادا کی گئی۔ برکی صاحب نے تمام رفقاء کو گروپس میں تقسیم کرکے پوسٹ کارڈز مہم کے بارے میں ہدایات دیں۔ یوں تمام رفقاء گروپوں کی شکل میں مختلف بازاروں میں پھیل گئے اور نماز مغرب تک پوسٹ کارڈ مہم کو سرانجام دیتے رہے۔ یہ پروگرام مسجد العزیز میں ہوا۔ مقامی امیر جناب محمد اشرف نے سورۂ منافقون کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ ان کی پہلی کاوش ہونے کے باوجود یہ درس قرآن لائق تحسین تھا۔ درس قرآن کے بعد لاہور شمالی کے بزرگ رفیق جناب وسیم اختر صدیقی نے دینی معلوماتی جنرل نالج کورس سوالات کی صورت میں منعقد کیا۔ جس میں تمام رفقاء نے شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد نوجوان رفیق مولانا غلام مرتضیٰ اعوان تجوید کے قواعد کی ضرورت اور اہمیت پر مفصل گفتگو کی۔ ۱۵ جون کو مسجد ہذا میں نماز فجر کے بعد مقامی ساتھی جناب اکرم خان نے سورۂ حج کی آخری آیات پر مبنی درس کے بعد قریبی سکول کی گراؤنڈ میں سوال و جواب کی صورت میں مذاکرہ منعقد کیا۔ حقیقت جہاد اور جہاد کے مراحل پر مبنی سوال و جواب رکھے گئے۔ مسلمان کی زندگی میں جہاد کی فرضیت اور اہمیت کو ناظم حلقہ محمد اشرف وصی صاحب نے سوالات کے ذریعے رفقاء کے ذہنوں میں اجاگر کیا۔ رفقاء کی طرف سے جہاد کشمیر کے حوالے سے بھی سوال کئے گئے جس کا جواب ناظم حلقہ نے دیا۔

اگلے روز ۸ بجے مسجد العزیز میں ناظم حلقہ نے رفقاء کو دعوت دین میں داعی کے کردار کی اہمیت' ذاتی معاملات خصوصی طور پر وعدہ کی پابندی' تعین دین' امانت اور شخصی کردار کو اجاگر کیا۔ ناظم حلقہ نے رفقاء سے کہا کہ اگر آپ واقعتاً دعوت دین کا کام کرنا چاہتے ہیں تو اپنے کردار میں حسن پیدا کریں۔ اس کے لئے حضورؐ نے دعوت دین اور کلام اللہ کی دعوت دینے سے قبل اپنے کردار کو بطور دلیل پیش کیا اور اس کے بعد لوگوں کے سامنے دعوت دین رکھی۔ ۱۰ بجے تمام رفقاء کے ۸ گروپس تشکیل دیئے گئے اور ان کو مختلف بازاروں میں بھیج دیا گیا۔ اس دفعہ رفقاء کی ذمہ داری پوسٹ کارڈ کے ہینگر لٹکانے کی تھی جو رفقاء نے دکاندار کی اجازت سے نمایاں جگہ پر آویزاں کئے۔ ناظم حلقہ کی قیادت میں دعوتی قافلہ اوکاڑہ کی پہنچا جامعہ مسجد عثمانیہ میں بازار میں قیام ہوا اوکاڑہ میں ۳ گھنٹے میں پوسٹ کارڈ مہم کو لوگوں میں متعارف کروایا اور عوام سے کارڈ پر کروائے۔ اوکاڑہ سے دعوتی قافلہ حجرہ شاہ مقیم کی پہنچا اور وہاں "انجمن ارباب ذوق" کے کارکنوں سے ملاقات ہوئی۔ مغرب سے قبل رفقاء نے حجرہ شاہ مقیم کے بازاروں میں لوگوں سے کارڈ پر کروائے اور تنظیم کا مفصل تعارف کروایا۔ ناظم حلقہ نے بعد از نماز عشاء ایک جلسہ عام سے خطاب کیا جس کا اہتمام انجمن ارباب ذوق کے کارکنوں نے خصوصی طور پر کیا تھا۔ ناظم حلقہ نے خصوصی طور پر "انسانیت کے مسائل کا واحد حل اسلام یا نظام خلافت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر میں حاضرین کی جانب سے بھرپور سوالات کئے گئے۔ (مرتب : مزمل احسن شیخ)

لاہور غربی کا دعوتی و تنظیمی اجتماع

حلقہ لاہور میں شامل تنظیم اسلامی لاہور غربی کا دعوتی

و تنظیمی اجتماع 15 جون کو بعد نماز مغرب فرقان گرلز ہائی سکول فیروز والا میں منعقد ہوا۔ دعوتی اجتماع کا آغاز مغرب کے بعد درس قرآن سے ہوا' ناظم حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم سورۃ العصر کے موضوع پر درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کو بحیثیت مسلمان سورۃ العصر کی روشنی میں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اس وقت ہم خسارے سے دوچار ہیں یا اس سے محفوظ ہیں۔ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر ہم احکامات الٰہی اور سنت رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ ہماری عظیم اکثریت کی جدوجہد کا مرکز و محور رضائے الٰہی کے حصول کی بجائے رضائے نفس' رضائے اولاد اور رضائے برادری بن چکا ہے۔ اس صورت حال میں ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا میں اپنی عارضی اور وقتی کامیابی کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو صرف رہے ہیں مگر بڑی کامیابی اور پائیدار فوز و فلاح ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مہلت عمر کی صورت میں عظیم دولت عطا کی گئی ہے جسے کام میں لاکر ہم اپنے مستقبل کو محفوظ بنا سکتے ہیں جبکہ ہماری اکثریت اپنے طرز عمل سے اپنے مستقبل کو مخدوش بنا رہی ہے۔ دعوتی پروگرام کے بعد تنظیمی اجتماع منعقد ہوا جس میں لاہور غربی کے امیر جناب اقبال حسین' اسرہ شاہدرہ کے نقیب ڈاکٹر محمد عابد بٹ' اسرہ رچنا ٹاؤن کے نقیب جناب افتخار احمد اور اسرہ پیپلز کالونی فیروز والا کے نقیب جناب ملک منیر احمد کے علاوہ حافظ علاؤ الدین اور دیگر رفقاء نے شرکت کی۔ لاہور غربی میں تنظیمی و دعوتی کام کو آگے بڑھانے کے لئے رفقاء نے کئی ایک تجاویز دیں جنہیں ناظم حلقہ نے دلچسپی سے سنا۔ ناظم حلقہ نے لاہور غربی کے امیر کو ایک متعین لائحہ عمل دیا اور کہا کہ اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو کر اس کی تحریری رپورٹ دی جائے۔ ناظم حلقہ جناب فیاض حکیم انتہائی مختصر عرصے میں تیسری دفعہ لاہور غربی کے دورے پر تشریف لائے۔

فکر اقبال کے وارث کا دورۂ شہر اقبال سیالکوٹ

امیر تنظیم اسلامی فکر اقبال کے حقیقی ترجمان ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے مسلمانان برصغیر کے لئے جس اسلامی ریاست کا خواب دیکھا تھا وہ ریاست تو قائم ہو گئی لیکن اس ریاست کا مقصد اسلامی فلاحی معاشرے کا قیام پچاس سال گزرنے کے باوجود بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اسی مقصد کی عملی تعبیر کے لئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی قیادت میں تنظیم اسلامی کا مختصر مگر پرعزم و منظم قافلہ دعوت و اقامت کی جدوجہد میں کوشاں ہے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ گھٹنوں کے عارضہ میں مبتلا ہونے کے باوجود الحمدللہ تندرست و توانا لوگوں سے کہیں زیادہ محنت و مشقت اسلام کے احیاء اور غلبہ کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسی کا مظہر ہے کہ کبھی وہ کشمیر و سرحد کی سنگلاخ وادیوں میں ہوتے ہیں تو کبھی پنجاب و سندھ کے میدانوں اور صحراؤں میں محو سفر ہوتے ہیں' کبھی عالم عرب میں اور کبھی یورپ اور کبھی "دنیاوی سپر پاور" انکل سام کے دیس میں' غرض بقول شاعر ؎

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے' ادھر نکلے' ادھر ڈوبے' ادھر نکلے

شاعر مشرق علامہ اقبال کے فکر قرآنی کے شیدائی اور وارث حقیقی جناب ڈاکٹر اسرار احمد 15/ جون کی صبح ساڑھے چھ بجے شہر اقبال سیالکوٹ تشریف لائے۔ اسی روز صبح 9 بجے انوار کلب ہال نزد ضلع کچہری میں "حالیہ عالمی و علاقائی تبدیلیاں اور مسلمانان پاکستان کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر ان کا خطاب طے تھا۔ امیر محترم جب ہال میں داخل ہوئے تو ہال کی تمام سیٹیں شہر اقبال کے باسیوں سے بھر چکی تھیں۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ملک کے معروف قاری فقیر محمد سعودی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی گجرات کے نوجوان ساتھی محمد نادر نے کلام اقبال "خودی کا سر نہاں" پڑھ کر سنایا۔ سٹیج سیکرٹری شمس العارفین نے امیر محترم کو دعوت خطاب دی۔ موضوع سے متعلقہ آیات مبارکہ کی تلاوت کے بعد امیر محترم نے فرمایا کہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی خطے' رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کے ذمے تین کام ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی بندگی کا خوگر ہو' ثانیاً وہ اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے والا ہو۔ ثالثاً یہ کہ وہ تمام نظام ہائے زندگی کو اللہ کی بندگی کے تابع کرنے کی سعی و جہد کرے اور اس کے لئے اپنا تن من دھن کھپا دے' تاکہ اللہ تعالیٰ کا نظام غالب ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسی کی وضاحت کے لئے 1946ء میں مولانا مودودیؒ نے اسی شہر اقبال کی ایک نواحی بستی مراد پور میں "شہادت حق" کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا۔ اس تمہید کے بعد امیر محترم نے امت کی تاریخ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی دعوت اولاً حضور ﷺ کی جاں گسل جدوجہد کے نتیجہ میں پھیلی اور وہ نظام خلافت راشدہ بھی آپ ہی کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کے ذریعے سے قائم ہوا۔ عہد خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد دین کی تجدید و احیاء کا کام مجددین امت کے ذریعے سے سرانجام پایا۔ پہلے ہزار سال کے تمام مجددین امت عالم عرب میں پیدا ہوئے لیکن دوسرے ہزار سال میں تمام مجددین امت خطہ برصغیر میں پیدا ہوئے۔ اس امت کی تاریخ کے مختصر جائزے کے بعد امیر محترم نے حالیہ عالمی و علاقائی تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ روس کے خاتمہ سے پہلے دنیا کی کیفیت کچھ اور تھی لیکن جب سے روس کا بحیثیت سپر طاقت خاتمہ ہوا ہے' امریکہ پوری دنیا میں "واحد عالمی سپر پاور" بن چکا ہے۔ لہٰذا اب اس کی کیفیت ایک بدمست ہاتھی کی ہے۔ اس مست ہاتھی کا مقابلہ کرنے اور اس کی غلامی کے چنگل سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ پاکستان کو چین' افغانستان' ایران اور وسط ایشیا کی ریاستوں کے ساتھ ایک بلاک بنانا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایرانی انقلاب' طالبان کا افغانستان میں غلبہ اور پاکستان میں احیاء اسلام کے لئے کوشاں تحریکوں کی سرگرمیاں امریکہ کو کھٹک رہی ہیں۔ امریکہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس خطے میں اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے لہٰذا امریکہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کو بے دست و پا کر کے بھارت کے آگے ڈال دیا جائے۔ اس تمام صورت حال میں حکومت پاکستان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ افغانستان کے ساتھ کنفیڈریشن قائم کرے۔ یہ اتحاد اس خطے میں عالمی خلافت کا نقطہ آغاز ثابت ہوگا۔ انہوں نے مسلمانان پاکستان کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے آپ کو ظالمانہ نظام کے خاتمے کے لئے تیار کریں۔ تنظیم اسلامی ظالمانہ نظام کے خاتمے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام خلافت کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ انہوں نے دستور خلافت کی تکمیل کے ضمن میں کہا کہ موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دستور سے غیر اسلامی دفعات کو ختم کرے' اور دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی کے عملاً نفاذ کے لئے اقدامات کرے اور وفاقی شرعی عدالت کے سود کی حرمت سے متعلق فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی اپیل واپس لیکر ملک کو سود کی لعنت سے آزاد کروائے۔

دو گھنٹے پر محیط خطاب کو سخت گرمی اور حبس کی کیفیت میں ۸۰۰ سے زائد افراد نے انتہائی اطمینان اور توجہ سے سنا۔ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جبکہ باہر سبزہ زار میں لوگوں کی کثیر تعداد کلوز سرکٹ ٹی وی کے ذریعے خطاب کو سن رہی تھی۔ خواتین انکلوژر بھی اپنی تنگ دامانی کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ اس موقع پر سیالکوٹ کے تنظیمی ساتھیوں کی محنت اور کاوش بھی دیدنی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے' آمین۔

اسی روز بعد نماز عصر امیر محترم نے رفقاء سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز مغرب مقامی اخبار کے نمائندگان حافظ غلام مصطفیٰ اور حافظ مشتاق صاحب نے امیر محترم کا انٹرویو کیا۔ بعد ازاں امیر محترم سے اسرہ سیالکوٹ کے رفقاء کی ملاقات نماز عشاء تک جاری رہی۔ ملاقات میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب عبدالرزاق' امیر حلقہ شرقی پنجاب ڈاکٹر عبدالخالق' ناظم حلقہ گوجرانوالہ شاہد اسلم اور نائب ناظم حلقہ مرزا ندیم بیگ بھی موجود تھے۔

بعد ازاں امیر محترم نے جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی سابق قیمہ آپا نیر بانو سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ ۱۶ جون کی صبح امیر محترم سے چند احباب اور رفقاء نے ملاقات کی۔ صبح ۱۰ بجے امیر محترم نے سیالکوٹ کینٹ میں سیرت سٹڈی سنٹر کے چیئرمین پروفیسر شیخ عبد الجبار صاحب کی خصوصی دعوت پر سنٹر کا دورہ کیا۔ امیر محترم کو سنٹر کے مختلف شعبے دکھائے گئے۔ پروفیسر عبدالجبار صاحب نے سنٹر کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ امیر محترم نے بعد میں مہمانوں کی کتاب میں اپنے تاثرات بھی قلمبند کئے۔

بعد ازاں امیر محترم نے ضلع کچہری کے بار کونسل ہال میں پاکستان کے قیام سے لیکر آج تک کے حالات پر تفصیلی گفتگو کی۔ خطاب کے بعد امیر محترم نے وکلاء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ یہاں سے امیر محترم بزرگ رفیق تنظیم کمانڈر محمد طفیل کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ یہاں پر گورنمنٹ ڈگری کالج ڈسکہ کے سابق پرنسپل پروفیسر محمد بشیر وڑائچ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دوران ملاقات امیر محترم کو بیعت فارم پیش کرکے تنظیم میں شمولیت اختیار کرلی۔ بعد ازاں امیر محترم لاہور روانہ ہوگئے۔

(رپورٹ : مرزا ندیم بیگ)

رفقاء ایبٹ آباد کی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی اسرہ ایبٹ آباد ماہ اپریل کے دعوتی و تربیتی اجتماعات کی رپورٹ ۴/اپریل کو بعد از نماز جمعہ بمقام موسیٰ دی ہٹی بعنوان "عبادت رب" خطاب جمعہ ہوا۔

دعوتی اجتماع

۴/اپریل کی بعد از نماز مغرب رفیق تنظیم طاہر صاحب کے گاؤں ہانڈہ سنجلیاں میں منعقد ہوا۔ نقیب اسرہ محمد ہارون قریشی صاحب نے سورہ حج کی چند آیات پر مبنی درس دیا۔

تربیتی اجتماع

۱۱/اپریل کو بعد از نماز جمعہ مدنی مسجد ایبٹ آباد میں تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ رفقاء نے چارٹ کی مدد سے عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامت دین کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

دعوتی اجتماع

۱۳/اپریل کو بعد از نماز مغرب مسجد پولی ٹیکنیک منڈیاں میں دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ درس قرآن کے فرائض نقیب اسرہ ہارون قریشی صاحب نے ادا کئے۔

25/اپریل کو بعد از نماز جمعہ جامع مسجد شیخ البانڈی میں امام سے ملاقات کرکے مطالبہ تکمیل دستور خلافت مہم کے بارے میں انہیں آگاہ کیا اور انہیں پوسٹ کارڈ دیئے۔ دو مئی کو بعد از نماز جمعہ رفیق تنظیم ارشد صاحب کے گھر واقع محلہ نظامی ملک پورہ میں تنظیمی اجتماع منعقد ہوا۔ راقم نے درس قرآن سے اجتماع کا آغاز کیا۔ اس اجتماع کے اہم نکات یہ تھے :

☆ مطالبہ دستور اسلامی مہم'
☆ بیعت سمع وطاعت کے تقاضے
☆ تنظیم اسلامی کے دفتر کا تعارف

(رپورٹ : ذوالفقار علی' تنظیم اسلامی ایبٹ آباد)

محمد اشرف وصی
کا دورۂ ہیئر کرباٹھ

اسرہ ہیئر کرباٹھ پنجاب شرقی زیریں میں شامل منفرد مگر فعال اسرہ جات میں شمار ہوتا ہے۔ اس اسرے میں ۱۶ رفقاء ہیں جس میں ۴ ملتزم اور ۱۰ مبتدی رفقاء ہیں۔ نقیب اسرہ جناب ڈاکٹر ظفر اقبال انجم صاحب نے رفقاء میں ایک نیا جذبہ اور ولولہ بھر دیا ہے۔ موصوف تنظیم اسلامی کی دعوت کو پیش کرنے میں کوئی دنیاوی رکاوٹ اپنے راستے میں حائل نہیں ہونے دیتے اور بلا جھجک اپنی بات کو دوسرے کے آگے پیش کرتے ہیں۔ ناظم حلقہ پنجاب شرقی زیریں محمد اشرف وصی نے ۱۳ جون بروز جمعہ ہیئر کرباٹھ کا دعوتی دورہ کیا۔ انہوں نے نقیب سے ملاقات کی اور گاؤں کی جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے اسرہ ہیئر کے رفقاء سے ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب ناظم حلقہ نے گونڈ گاؤں کی جامع مسجد میں سورۂ آل عمران کی آخری آیات پر مبنی درس دیا۔ خصوصی طور پر تنظیمی میٹنگ میں رفقاء کے ذاتی امور اور دیگر مسائل پر مفصل گفتگو ہوئی۔ جناب محمد اشرف وصی نے دوبارہ ۱۹/جون بروز جمعرات کو ہیئر گاؤں کا دورہ کیا' راقم بھی ان کے ہمراہ تھا۔ جناب طیب علی شاہین کی کوشش سے جامع مسجد میں فرائض دین کا جامع تصور کے موضوع پر خطاب ہوا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے بیدیاں روڈ کی مرکزی جامع مسجد میں سورۂ کہف کے آخری رکوع پر درس دیا۔ بعد نماز مغرب ناظم حلقہ نے موضع بھوئے اصل کی جامع مسجد نورانی میں سورۃ العصر کے حوالے سے پنجابی میں تقریر کی۔ ناظم حلقہ نے بعد نماز عشاء گونڈ گاؤں میں خطاب کیا۔

(مرتب : مزمل حسن شیخ)

لاہور میں منعقدہ مبتدی
تربیت گاہ کا اجمالی جائزہ

رفقائے تنظیم اسلامی کے لئے مبتدی تربیت گاہ کا انعقاد 15تا21 جون مرکزی دفتر تنظیم اسلامی پاکستان علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور میں ہوا۔ اس تربیت گاہ میں لاہور کے علاوہ گجرات' نارووال' شیخوپورہ اور فیصل آباد کے اضلاع سے مبتدی رفقاء نے شرکت کی۔ پہلے دن رفقاء کا تعارف ہوا اور رفقاء کو ضروری ہدایات دی گئیں۔ شرکاء کو صبح جلدی بیدار کرکے نماز تہجد ادا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ نماز فجر سے قبل اور بعد میں اذکار مسنونہ' ادعیہ ماثورہ اور مسائل وضو ونماز اور غسل سے رفقاء کو آگاہ کیا گیا۔ دوران تربیت اسلامی تحریکوں میں جماعت اسلامی' تحریک شہیدین' اخوان المسلمون اور تبلیغی جماعت کا مطالعہ کروایا گیا اور ان کی ناکامی کی وجوہات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ اس کے علاوہ عبادات' رسومات' اعمال صالح' اخلاقیات اور ایمانیات کے موضوع پر رحمت اللہ بٹر صاحب اور حافظ محمد اقبال صاحب کے مفصل لیکچرز ہوئے۔ تنظیم کی اہمیت ونوعیت کے متعلق معتمد عمومی جناب غلام محمد نے آگاہ کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر امیر محترم کا خطاب بذریعہ ویڈیو دیکھا گیا جو کہ بہت مفید رہا۔ اسلام کے انقلابی منشور کے موضوع پر بھی امیر محترم کے خطابات پانچ دنوں میں ملاحظہ کئے گئے۔

20جون کو قرآن اکیڈمی میں امیر محترم کے ساتھ ملاقات ہوئی اور چند مسائل کے بارے میں ان سے راہنمائی حاصل کی گئی۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی نظم کے ساتھ بھی وقتاً فوقتاً تعارف ہوا۔ محمد اشرف وصی کے ساتھ ایک پروگرام ہوا جس میں انہوں نے شرکاء سے تربیت سے متعلق سوالات کئے۔ یہ انداز نہایت منفرد اور فائدہ مند رہا۔ نماز جمعہ تمام رفقاء نے مسجد دار السلام باغ جناح میں ادا کی۔ تربیت کے تمام پروگرام نہایت مفید اور بامقصد ہے۔ (رپورٹ: محمد نعمان اصغر)

حلقہ پنجاب غربی کی
دعوتی وتنظیمی سرگرمیاں

ٹوبہ (دار السلام ٹوبہ) کے رفقاء کے ذریعے ضلع ٹوبہ کی اہم تحصیل گوجرہ میں دو روزہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ الصدیق لائبریری کے منتظم جناب غلام نبی نے اپنے والد کی وفات کے باوجود پوری یکسوئی اور محنت سے دو روزہ کے لئے مختلف مساجد اور مقامات پر گفتگو کے لئے اجازت حاصل کی۔ فیصل آباد سے امیر حلقہ محمد رشید عمر' راقم اور ملک احسان الٰہی بھی گوجرہ پہنچے۔ گوجرہ کے اسسٹنٹ کمشنر نے خصوصی تعاون کرتے ہوئے مقامی بار میں وکلاء سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بعد از عشاء موصوف نے سول کلب گوجرہ میں ایک دعوتی اجتماع کا بندوبست بھی کیا۔ جس میں گوجرہ کے پڑھے لکھے افراد نے شرکت کی۔ اس دعوتی اجتماع میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے "ختم نبوت اور اس کے تقاضے" کے موضوع پر خطاب کیا۔ دو دن مختلف احباب سے ملاقاتیں کی گئیں اور کئی مساجد میں خطابات عام ہوئے۔

تنظیم اسلامی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے مقامی سکول کی مسجد میں ہفتہ میں تین دن عربی کلاس کا اہتمام کیا گیا ہے جس کے شرکاء کی تعداد 20 سے 25 ہوتی ہے۔ مقامی کالج میں عربی کے پروفیسر تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

15جون کو اسرہ بھلوال کے نقیب ڈاکٹر خالد محمود کی رہائش گاہ پر حلقہ پنجاب غربی کی مجلس مشاورت کا سہ ماہی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مقامی تنظیموں اور منفرد اسرہ جات کے ذمہ داران کے علاوہ نصر اللہ یار' خالد محمود اور ضیاء الرحمٰن نے خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ اجلاس میں حلقہ کی دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ (رپورٹ: شاہد مجید)

قرآن کالج لاہور۔ ایک منفرد تعلیمی ادارہ

جس میں بورڈ اور یونیورسٹی کی نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک معین دینی نصاب کی تدریس کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے

مرتب: حافظ عاطف وحید' ناظم قرآن کالج

اس وقت ہمارا نظام تعلیم دو بالکل متوازی حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایک طرف اسکول' کالج اور یونیورسٹیاں ہیں' جہاں پر دنیوی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں سے جو طالب علم فارغ ہوتے ہیں وہ بالعموم دینی علوم سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اگر قرآن و حدیث کی تعلیم دی بھی جاتی ہے تو وہ محض تبرک کے طور پر سیاسی مصلحتوں کے تحت۔

دوسری طرف مکتب' مدرسے اور دارالعلوم قائم ہیں جہاں پر دینی تعلیم کچھ اس انداز سے دی جاتی ہے کہ یہاں کے طالب علم جدید دنیا سے نابلد رہتے ہیں۔ اور جب وہ ایسے مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں تو اس جدید دنیا میں اپنے آپ کو بالکل اجنبی محسوس کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ احساس کمتری کا شکار ہو کر نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے ادارے وجود میں آئیں جن میں ان دو متوازی نظام ہائے تعلیم کو ایک مربوط وحدانی نظام تعلیم میں ضم کیا جائے کہ جو طالب علم بھی اس نظام تعلیم سے آراستہ ہو کر نکلے وہ عصری علوم پر بھی عبور رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کے پاس دینی علوم کا خزانہ بھی موجود ہو۔ تاکہ اس طرح وہ موجودہ دور کی مادیت اور الحاد پرستی کا مقابلہ موزوں ہتھیاروں اور مناسب سطح پر کر سکے۔

یہی چیز تھی جس کی طرف ۹ مئی ۱۹۸۶ء کو قرآن کالج کی تقریب تاسیس کے موقع پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' صدر موسس مرکزی انجمن خدام القرآن نے اشارہ کیا۔۔۔ مرکزی انجمن خدام القرآن مارچ ۱۹۷۲ء میں قائم ہوئی۔ اس موقع پر اراکین انجمن نے صدر موسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تجویز کردہ درج ذیل اغراض و مقاصد پر اتفاق رائے کیا۔

۱۔ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
۲۔ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
۳۔ علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
۴۔ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن کو مقصد زندگی بنالیں۔۔۔ اور
۵۔ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

۱۹۸۴ء میں انجمن کی مجلس منتظمہ نے قرآن کالج کے منصوبے کی تصویب کی۔ اس منصوبے کے تحت فیصلہ کیا گیا کہ ایک جانب طلبہ کو ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امتحان کی مناسب تیاری کرا دی جائے۔ اور دوسری جانب عربی صرف و نحو کی بنیاد کو پختہ کر کے قرآن مجید کا ترجمہ مع مختصر تفسیر نیز مطالعہ قرآن حکیم کا وہ منتخب نصاب تفصیلی درس کے انداز میں پڑھایا جائے جو انجمن خدام القرآن کی تحریک کی اساس بنا ہے۔ اور ساتھ ہی حدیث نبویؐ کا مختصر انتخاب پڑھا دیا جائے' تو ان شاء اللہ اس سے مفید نتائج بر آمد ہوں گے اور تحریک رجوع الی القرآن کے مقاصد نہایت عمدگی اور سرعت کے ساتھ حاصل ہوں گے۔ چنانچہ قرآن اکیڈمی سے تقریباً نصف میل کے فاصلے پر نیو گارڈن ٹاؤن اسکیم میں قرآن کالج کی تعمیر کے لئے تقریباً ساڑھے پانچ کنال کا پلاٹ حاصل کیا گیا۔ یہ پلاٹ اتاترک بلاک میں جامع مسجد اور پارک کے عقب میں واقع ہے۔ اس کا نمبر اے۔ ۱۹۱ ہے۔

ستمبر ۱۹۸۷ء میں قرآن کالج کی بی۔ اے کلاسز کے لئے اخبارات کے ذریعے تشہیر کی گئی۔ اور ۲۸ طلبہ کے ساتھ تدریس کا کام قرآن اکیڈمی ہی میں شروع کیا گیا۔ تا آنکہ ستمبر ۱۹۸۹ء میں قرآن کالج کے تدریسی حصے کی حد تک تعمیر مکمل ہوتے ہی ان کلاسز کو نو تعمیر شدہ کیمپس میں منتقل کر دیا گیا۔ اور اسی سال ایف۔ اے کی کلاس کا اجراء بھی کر دیا گیا۔ ابتدائی طور پر ۶۷ طلبہ کو ایف۔ اے میں داخلہ دیا گیا۔

قرآن کالج کی عمارت جدید دور کے تقاضوں کے مطابق بہترین طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔ عمارت کے بیسمنٹ میں کشادہ' ہوادار اور بہترین فرنیچر سے آراستہ کلاس رومز ہیں۔ اس کے علاوہ پرنسپل صاحب کا کمرہ' سٹاف روم اور کالج کا دفتر بھی بیسمنٹ ہی میں ہیں۔ کالج کی لائبریری کو طلبہ کی علمی پیاس بجھانے کے لئے عمدہ کتب سے آراستہ کیا گیا ہے۔ بیسمنٹ کے اوپر ایک خوبصورت آڈیٹوریم تعمیر کیا گیا ہے جس میں تقریباً ۶۰۰ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ خواتین کے لئے آڈیٹوریم میں علیحدہ انکوژر بنایا گیا ہے۔

قرآن کالج میں اس وقت عربی (عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے) اور دوسرے لازمی مضامین کے علاوہ سیاسیات' معاشیات' اسلامیات' ریاضی' فلسفہ اور فارسی کے مضامین کی تدریس کی جاتی ہے۔ اب رواں سال سے I.Com کی کلاسز کا آغاز بھی کیا جا رہا ہے۔

قرآن کالج میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جس کے لئے کوئی اضافی فیس وصول نہیں کی جاتی۔ اس مقصد کے لئے ایک آراستہ Computer Lab بھی مہیا کی گئی ہے۔ سالانہ اور ششماہی امتحانات کے علاوہ طلبہ کے ماہانہ ٹیسٹ بھی لئے جاتے ہیں۔ ان ماہانہ ٹیسٹوں کے نمبر Sessional Numbers کے طور پر سالانہ امتحان کے نمبروں میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ایک خاص بات قرآن کالج کی یہ ہے۔ کہ یہاں پر قواعد و ضوابط اور اوقات کی سختی سے پابندی کروائی جاتی ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ (کو فارغ نہ رہنے دیا جائے) کا وقت ضائع نہ ہونے پائے۔ اب ہر کمرے میں آڈیو کا انتظام کر کے اس بات کو ممکن بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کسی بھی فارغ پیریڈ میں آڈیو کیسٹس کے ذریعے تعلیمی سرگرمی کو جاری رکھا جائے۔

کالج میں ٹیوٹوریل سسٹم رائج کیا گیا ہے۔ اس سے استاد اور طالب علم کے درمیان انفرادی رابطہ قائم کرنے میں مدد

> "قرآن کالج میں ایف اے' بی اے' آئی کام کے ساتھ ساتھ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ ایم اے اور ووکیشنل اور ٹیکنیکل علوم حاصل کرنے والوں کو بھی ان بنیادی دینی علوم سے مسلح کر لیا جائے جو قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے اور فہم دین کے لئے ضروری ہے"

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶' شمارہ ۱۹
سالانہ زرتعاون -/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ملتی ہے۔ اور کالج میں طلبہ کے مسائل کو حل کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اس طریقے سے طلبہ میں ہم نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی بھی پیدا ہوتی ہے اور ان میں تحریر و تقریر کی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔

مجلس بزم ادب کے زیر اہتمام ہفتہ وار تذکیر بالقرآن کی محفل باقاعدگی سے قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوتی ہے' جس میں کالج کے اساتذہ کے علاوہ دوسرے مدرسین قرآن

کے ذریعہ سے طلبہ کی روحانی و اخلاقی تربیت کرتے ہیں۔

کالج کا میگزین "صفہ" کے نام سے ہر سال باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے' جس کے ذریعے طلبہ کی ادبی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ کے لئے ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہاسٹل کی عمارت کالج سے ملحق ہے۔ اور اس میں تقریباً ۸۰ طلبہ کے لئے رہائش کی گنجائش موجود ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی اخلاقی و روحانی اور جسمانی تربیت کا خصوصی طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ طلبہ باقاعدگی سے نماز ادا کریں اور روزانہ تلاوت قرآن مجید کو اپنا معمول بنائیں۔ ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے باقاعدگی سے روزانہ ان کی تذکیر کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دروس قرآن میں ان کی شرکت ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتی ہے۔ (لازمی ہے)۔ یہ درس ہر اتوار کو صبح ۱۰ بجے قرآن آڈیٹوریم میں ہوتا ہے۔

ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے لئے باقاعدہ پڑھائی کے اوقات مقرر ہیں۔ اور مغرب اور عشاء کے درمیان کالج میں طلبہ کو ایک کلاس روم مع استاد مہیا کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں وہ سکون اور دلجمعی کے ساتھ اپنا ہوم ورک مکمل کر سکیں۔ اور بوقت ضرورت استاد سے رہنمائی بھی حاصل کر سکیں۔ چونکہ صحت مند ذہین' صحت مند جسم میں ہی پرورش پا سکتا ہے' لہٰذا طلبہ کو روزانہ صبح نماز کے بعد ورزش کروائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض ان ڈور اور آؤٹ ڈور گیمز کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

قرآن کالج کی منفرد تعلیمی و تدریسی خصوصیات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ہر سال .F.A اور .B.A کے امتحانات میں قرآن کالج کا مجموعی رزلٹ بہت اچھا رہا ہے۔ کامیاب ہونے والے کالج کے طلبہ کی شرح 70% سے بھی زائد ہے (جب کہ بورڈ اور یونیورسٹی کی مجموعی شرح 20% سے 30% کے درمیان رہتی ہے۔) اس کے علاوہ بحمد اللہ کامیاب ہونے والے طلبہ کی اکثریت Ist. Div. یا A گریڈ میں پاس ہوتی ہے۔

قرآن کالج میں نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں پر یکساں

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم

قرآن کالج لاہور

ایف اے اور آئی کام میں داخلے شروع ہیں

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 97ء ہے

نتیجہ کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

برائے رابطہ: پرنسپل قرآن کالج' 191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور